تاریخِ عرسِ شہنشاہِ بغداد

مؤلف
ناصر الدین ناصر عطاری

اہتمام
ابو الرضا محمد طارق قادری عطاری

ناشر
مکتبہ امام غزالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصّلوٰۃ و السّلام علیک یا رسول اللہ

انتساب

میں اپنی اس کتاب کا انتساب سلسلۂ قادریہ کے اُن تمام علماء ومشائخ اولیاء کرام و پیرانِ عظام اور خصوصاً اپنے پیرو مرشد مجدد سنت رہبر دین و ملت امیر اہلسنّت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس عطاؔر قادری رَضَوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اور اپنے استاذِ محترم خزینۂ علوم وفنون مبلغ عالم، واقفِ اسرار شریعت، دانائے رموزِ حقیقت، آفتابِ ملت، فخرِ اہلسنّت، سراجِ رشد و ہدایت، فقیہ العصر حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث والتفسیر مفتی ڈاکٹر محمد ابوبکر صدیق عطاری دامت برکاتہم العالیہ کے نام کرتا ہوں کہ جن کی نگاہِ فیض و لطف وکرم سے نجانے کتنے ڈوبے ہوؤں کو سہارا ملا، نجانے کتنے اندھیروں میں بھٹکتے ہوؤں کو روشن راہ ملی اور جنہوں نے مجھ سمیت نجانے کتنے غفلت میں سوئے ہوؤں کو سلسلۂ قادریہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرما کر ظاہر و باطن کی اِصلاح فرمائی۔

تقریظ

علامہ مولانا عبد الجبار العطاری المدنی

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصّلوٰۃ و السّلام علیٰ سیّد الانبیاء و المرسلین

اما بعد! فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الصّلوٰۃ و السّلام علیك یا رسول اللّٰہ و علیٰ اٰلك و اصحابك یا حبیب اللّٰہ

الحمدللہ! میں نے فاضل نوجوان علامہ محمد ناصر الدین العطاری المدنی کی کتاب **تذکرۂ شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کا مختلف جگہوں سے مطالعہ کیا۔ یہ کہنے میں کوئی مشکل نہیں کہ ماشاءاللہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرتِ مبارکہ پر لکھی گئی یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔

محترم علامہ محمد ناصر الدین ناصر نے اس کتاب کے لکھنے میں جس قدر جانفشانی اور لگن کا مظاہرہ کیا ہے یہ کتاب اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دورِ حاضر میں جب کہ نئی نسل کی اکثریت اپنے اسلاف کے ناموں تک سے ناواقف ہے اور اگر نام سے جانتی بھی ہے تو کردار و سیرت اور ان کے عظیم علمی و دینی کارناموں سے تو ضرور ہی ناواقف ہے یہ کتاب خصوصاً ایسی اکثریت کیلئے لاجواب معلوماتی خزانہ ہے اس کتاب کو پڑھ کر بڑے سے بڑا ناواقف بھی جان جائے گا کہ قطب الاقطاب، غوث الثقلین، شیخ الشیوخ العالم، امام الاصفیا، پیرانِ پیر محی الدین، نجیب الطرفین ابو محمد سیّد عبدالقادر حسنی و الحسینی الجیلانی معروف بہ حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ کی سیرت و شخصیت علم و فضل ولایت و کرامات روشنی کا وہ عظیم منارہ ہے جس کی نورانی کرنیں جس پر پڑ جائیں وہ ہمیشہ کیلئے تاریکی کو بھول جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ تجلیات ذرّے کو آفتاب بنادیتی ہیں۔

محترم علامہ محمد ناصر الدین ناصر نے حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرتِ مبارکہ پر جو مدنی روشنی ڈالی ہے اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور اپنے پیارے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ جلیلہ سے قبول و منظور فرما کر انہیں اپنے محبوبوں اور پیاروں کی صف میں شامل فرمائے۔ آمین

محمد عبدالجبار العطاری المدنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطب الاقطاب، سیّد السادات، شیخ المشائخ، تاج العارفین، رہبرِ اکابرِ دین، وارث کتاب اللہ، نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پیرانِ پیر، روشن ضمیر، دستگیر، قطب ربانی، شہبازِ لامکانی، قندیل نورانی، محبوب سبحانی، محی الدین، ابو محمد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نورانی ایک بہت جلیل القدر عالمِ باعمل ولی اللہ گزرے ہیں۔ ہر مسلمان اُن سے بڑی عقیدت و اِرادت رکھتا ہے اور ان کی ذاتِ بابرکت و باکرامت کے گوشہ گوشہ سے واقفیت رکھنے کی لگن رکھتا ہے۔ چنانچہ مختصراً غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی کی مبارک ساعتوں پر روشنی ڈالنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے تاکہ عاشقانِ غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کچھ تشنگی مٹاسکیں۔

ساتھ ساتھ حضور غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات کی بھی جھلک پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے تاکہ تشنگانِ ہدایت ان کی مبارک تعلیمات سے واقف ہوکر اپنے عقائد و اعمال میں مزید نکھار پیدا کرلیں اور صحیح معنوں میں عاشقانِ غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہلائے جانے کے حقدار ٹھہرائے جائیں۔

ولادتِ باسعادت کی پیشن گوئیاں

روحانیت کے حامل بزرگانِ دین سینکڑوں سال قبل ہی جان گئے تھے کہ قدرت کا ایک لاجواب روشن چمکتا دمکتا سورج دُنیا میں اپنی نورانیت بکھیرنے آنے والا ہے چنانچہ یہ اہلِ روحانیت اپنے اپنے زمانے میں اس روشن وتابناک سورج کے ظہور پذیر ہونے کی خبر دیتے رہے حضور غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دنیا میں جلوہ گری سے دوسو سال قبل کا واقعہ ہے کہ اپنے زمانے کے بڑے مشہور ومعروف جلیل القدر بزرگ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن اپنی خانقاہِ عالیہ کے اندر مراقبہ میں مشغول تھے کہ اچانک مراقبہ سے سر اُٹھا کر فرمانے لگے، مجھے عالمِ غیب سے اِطلاع ملی ہے کہ پانچویں صدی میں جیلان کے اندر سیّد المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولادِ اطہار میں سے **غوثِ اعظم** پیدا ہوں گے ان کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد میں سے آئمہ کرام اور اصحاب کرام کے علاوہ انہیں اوّلین وآخرین زمانے کے ہر ولی کی گردن پر میرا قدم ہے کہنے کا حق ہوگا۔ (تفریح الخاطر، ص۲۶،۲۷)

اپنے دور کے شیخ کامل حضرت عزاز بطائحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۴۷۱ھ میں یہ پیشن گوئی فرمائی کہ ایک نوجوان سیّد عبدالقادر ظاہر ہوگا اس کی ہیبت سے مقاماتِ ولایت ظاہر ہونگے اور اس کی جلالت سے کشف وکرامت رونما ہوں گے وہ حال پر چھا جائینگے اور محبتِ خداوندی کی بلندیوں پر پہنچ جائیں گے تمام عالم امکان ان کے حوالے کردیا جائے گا، تمام اسرارِ عالم ان پر ظاہر ہوں گے ربّ تعالیٰ کے حضور ان کی شان اس قدر بلند ہوگی کہ کسی دوسرے ولی اللہ کو نصیب نہ ہوگی۔ (بہجۃ الاسرار)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہونگے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

متقی و پاکیزہ فطرت والدین کرام

حضور غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین کرام انتہائی متقی، نیک خصلت و پاکیزہ فطرت باکرامت بزرگوں میں سے ہیں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضور غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار سیّد ابو صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی نوجوانی کے زمانہ میں شہر سے باہر تشریف لیجارہے تھے اچانک آپکی نگاہ قریب ہی بہتی ہوئی ایک ندی پر پڑی جس میں ایک سرخ سیب بہتا چلا جارہا تھا آپ نے اس سیب کو اٹھالیا اور کاٹ کر تناول فرمالیا پھر اچانک آپ کو خیال آیا کہ نہ جانے یہ سیب کس باغ سے ٹوٹ کر ندی میں بہہ کر آگیا تھا اور نہ معلوم اس کا مالک کون ہے؟ آپ کے احساسِ تقویٰ نے آپ کو مالک کی اجازت کے بغیر سیب کھالینے کی غلطی پر پریشان و پشیمان کردیا چنانچہ فوراً اُلٹے قدموں اس ندی کے کنارے کنارے چلنے لگے یہاں تک کہ کئی میل چلنے کے بعد آپ کو ایک باغ نظر آیا باغ میں پہنچ کر آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ درختوں پر لگے سرخ سیبوں کی شاخیں ندی پر جھکی ہوئی تھیں آپ فوراً سمجھ گئے کہ یقیناً وہ سیب یہیں سے ٹوٹ کر ندی میں گرا تھا چنانچہ آپ نے باغ کے مالک سے ملاقات کی جو کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے بزرگ تھے جن کا نام مبارک **حضرت سیّدنا عبداللہ صومعی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا انہوں نے جب اس نیک و صالح نوجوان کی بات سنی اور ان کی بغیر اجازت سیب کھالینے پر پشیمانی و پریشانی دیکھی معافی کا یہ انوکھا انداز دیکھا اور آپ کا زہد و تقویٰ ملاحظہ کیا تو حضرت صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بے حد مسرت ہوئی اور جب شجرۂ نسب دریافت کیا تو یہ جان کر مزید خوشی و انبساط محسوس کیا کہ آپ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولادِ مطہرہ میں سے ہیں پھر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ صاحبزادے بغیر اجازت سیب کھالینے کی معافی اُسی صورت میں ممکن ہے کہ تم میری معذور بیٹی جو کہ آنکھوں سے اندھی، کانوں سے بہری، منہ سے گونگی اور پیروں سے لنجی ہے، اس سے شادی کرلو۔ یہ سن کر سیّد ابو صالح جو کہ اپنے تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے اس نکاح پر رضامند ہوگئے۔

نکاح کے بعد جب اپنے حجرۂ عروسی میں قدم رکھا تو وہاں ایک صحیح سلامت صورت کو پایا آپ گھبرا کر اُلٹے قدموں باہر نکل گئے کہ شاید اندر کوئی نامحرم لڑکی موجود ہے اُسی وقت آپ نے اپنے خسر محترم سیّد عبداللہ صومعی کے پاس پہنچ کر ماجرا بیان کیا تو حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا، مبارک ہو وہ تمہاری ہی زوجہ مطہرہ ہے میں نے اُسے اندھی اس لئے کہا تھا کہ اس نے کبھی کسی غیر محرم پر نظر نہیں ڈالی اور بہری اس لئے کہ اس نے کوئی گندی بات آج تک نہ سنی، گونگی اسلئے کہ اس نے کبھی بدکلامی نہیں کی اور لنجی اس لئے کہ اس نے کبھی گھر سے باہر قدم نہ رکھا۔ یہ نیک فطرت پاکیزہ خصلت کی مالک خاتون حضور غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت سیّدہ اُم الخیر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

ولادت با سعادت

حضور غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ باسعادت یکم رَمَضانُ المبارَک ۴۷۱ھ بمطابق ۱۰۷۸ء کو ایران کے قصبہ گیلان (جیلان) میں ہوئی آپ کی ولادت کی رات آپ کے والد ماجد حضرت ابوصالح کو خواب میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارتِ باسعادت حاصل ہوئی آپ نے دیکھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے ساتھ تشریف لائے ہیں پورا مکان غیبی انوار سے روشن و منور ہوگیا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوش ہوکر ارشاد فرمایا، اے ابوصالح! مبارک ہو، آج اللہ (عزوجل) کے فضل و کرم سے تجھے وہ فرزند عطا ہوا ہے جو شیخِ اعظم اور قطبِ زماں ہوگا، وہ اللہ (عزوجل) کا محبوب اور میرا لختِ جگر ہے۔ پھر حضور غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ شریفہ ہوگئی۔ آپ مادرزاد ولی تھے ولادت کے وقت ہونٹ آہستہ آہستہ حرکت کر رہے تھے اور اللہ اللہ کی آواز آرہی تھی، پیدا ہوتے ہی آپ نے روزہ رکھ لیا اور پورا ماہ یہی معمول رہا۔ ولادت کے بعد آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو دودھ پلانا چاہا تو آپ نے بالکل دودھ نہ پیا حتیٰ کہ سارا دن گزر گیا آخرکار مغرب کی اذان ہوئی تو اِفطار کے وقت آپ نے بھی دودھ پی لیا چنانچہ ساری بستی میں مشہور ہوگیا کہ سادات کے گھر میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان شریف میں سارا دن دودھ نہیں پیتا یہاں تک کہ پورا مہینہ یہی معمول رہا۔ (طبقات الکبریٰ، ج ا ص ۱۲۶)

اور پھر اخیر رمضان میں بستی کے مسلمانوں کے اندر عید کے چاند کے متعلق جب اختلافات پیدا ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ سیّدنا ابوصالح کے گھر سے معلوم کرو، اگر ان کے شیر خوار بچے نے دودھ نہیں پیا تو روزہ ہے اور اگر دودھ پیا ہے تو عید ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت شریفہ فضلِ خداوندی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے جب کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا سِن مبارک ساٹھ برس ہوچکا تھا اور نعمتِ اولاد کی توقع باقی نہ رہی تھی تو سیّدنا حضور غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔

نام و نسب

آپ کا نام نامی عبدالقادر کنیت ابو محمد اور لقب محی الدین ہوا۔ ایران کے شہر قصبہ جیلانی میں پیدائش کی نسبت کی وجہ سے جیلانی کہلائے گئے اور اپنے مقام ولایت کی بلندی کے باعث غوث الاعظم قرار دیئے گئے آپ والدہ کی طرف حسینی اور والد کی طرف سے حسنی سیّد ہیں۔ صاحب بہجۃ الاسرار اور مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نفحات الانس میں آپ کا نسب نامہ یوں بیان کیا ہے۔

شیخ عبدالقادر بن ابو صالح بن موسیٰ بن عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ بن سیّدنا حضرت امام حسن بن حضرت علی بن ابی طالب۔ اسطرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی گیارہویں نسل تھے۔

یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روحانی بیٹے ہونے کے ساتھ ساتھ جسمانی حیثیت سے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آلِ اطہار میں داخل ہونے کا شرف ہے کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلۂ نسب گلستانِ شہادت کے دو پھول حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملتا ہے جن کے والد شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور والدہ سیّدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور جن کے نانا سیّد الانبیاء ہیں۔

مظہرِ ذات کے مظہر ہیں زسر تابہ قدم　　　نور ہیں نور کی اولاد ہیں غوث الاعظم

بچپن اور لڑکپن کے واقعات

حضور غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا خاندان کیونکہ نورِ نبوت سے منور تھا لہٰذا آپ کا بچپن بھی اس فخر وشرف کی منہ بولتی تصویر تھا۔ آپ جب کبھی بچپن میں کوئی کھیل کھیلنے کا اِرادہ فرماتے تو غیب سے آواز آتی، اِلَیَّ یا مبارك یعنی اے برکت والے میری طرف آ۔ (قلائدالجواہر، ص۹) جب آپ مدرسہ میں تشریف لے جاتے تو آواز آتی، اللہ عزّ وجل کے ولی کو جگہ دے دو۔

یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر لڑکوں کیساتھ کبھی کسی فضول کھیل میں شامل نہ ہوئے۔ پانچ برس کی عمر میں جب پہلی بار بسم اللہ پڑھنے کی رسم کیلئے کسی بزرگ کے پاس پہنچے تو اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور الٓمٓ سے لے کر اٹھارہ پارے پڑھ کر سنا دیئے۔ اس بزرگ نے کہا بیٹے اور پڑھیئے فرمایا بس مجھے اتنا ہی یاد ہے کیونکہ میری ماں کو بھی اتنا ہی یاد تھا۔ جب میں اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اس وقت وہ پڑھا کرتی تھیں میں نے سن کر یاد کر لیا تھا۔ (کتب کثیرہ)

ایک روز آپ گھر سے باہر نکلے تو گلی میں بچوں نے آپ کو اپنے ساتھ کھیلنے کیلئے مجبور کیا جس پر آپ رضا مند ہوگئے اور فرمایا اچھا میں کہوں گا لا اِلٰہ اور تم سب کہو گے اِلا اللہ۔ چنانچہ آپ کے اس انوکھے اور نرالے کھیل سے گلی کوچے کلمہ طیبہ کے وِرد سے گونج اُٹھے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکتب پڑھنے کیلئے تشریف لے جاتے تو آپ کے ہمراہ فرشتے چلتے اور کہتے اس ولی اللہ کو بیٹھنے کی جگہ دو۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۱۔ قلائد الجواہر، ص ۹)

حضور غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم سن ہی تھے کہ آپ کے والد ماجد کا ۴۸۱ھ میں انتقال ہوگیا اور یوں آپ نے اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یتیمی کی سنت کو بھی ادا کر لیا۔ اس سانحہ پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے صبر و اِستقامت کا بھرپور مظاہرہ کیا اور اپنی نگرانی میں حضور غوثِ اعظم کا مستقبل سنوارنے میں مشغول رہیں اور اس طرح حضور غوثِ اعظم نے تقریباً سترہ سال تک اپنے وطن جیلان میں ہی تعلیمی مراحل طے کئے لیکن اس کے آگے مزید تعلیم کیلئے جیلان میں کوئی انتظام نہ تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے بغداد جانے کی خواہش کا اِظہار فرمایا گو کہ آپکی والدہ ماجدہ بہت ضعیف ہوچکی تھیں عمر شریف بھی اٹھتر (78) سال کے قریب ہوچکی تھی اور یہ بھی اندیشۂ یقینی تھا کہ اب جیتے جی اپنے اس لختِ جگر کو دیکھنا نصیب نہ ہوگا مگر اسکے باوجود اس نیک فطرت کی حامل خاتون نے اپنے ہونہار فرزند کی خداداد ذہانت اور علم کی جستجو کو دیکھتے ہوئے آنکھوں میں آنسو لئے جانے کی اجازت دے دی اور فرمایا اب قیامت کے روز ملاقات ہوگی اور بوقتِ رُخصت نصیحت فرمائی، اے عبدالقادر! کبھی جھوٹ نہ بولنا اور یہ فرما کر اپنے لختِ جگر کو خدا کے سپرد فرما دیا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۸۷۔ نزہۃ الخاطر، ص ۳۳۔ قلائد الجواہر، ص ۸، ۹۔ نفحات الانس، ص ۳۵۱)

چنانچہ اپنی والدہ ماجدہ کی اس نصیحت کو پلّو سے باندھ کر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد روانہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قافلہ جب ہمدان کے قریب پہنچا تو ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کر دیا۔ یہ ڈاکو قوی ہیکل تھے جو سروں پر مضبوط پشم کی پوستین اوڑھے بڑے ہیبت ناک نظر آ رہے تھے اور اپنے چمکدار نیزے فضا میں لہرا لہرا کر سہمے ہوئے مسافروں کو لوٹ رہے تھے چنانچہ ایک ڈاکو آپ کے پاس بھی آیا اور گرجدار آواز میں بولا، لڑکے کیا تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے بلا خوف و خطر سچ بتا دیا کہ ہاں میرے پاس چالیس دِینار ہیں۔ ڈاکو کو یقین نہیں آیا کہ اس چھوٹے سے لڑکے کے پاس اتنی بڑی رقم بھی ہو سکتی ہے چنانچہ وہ آپ کو اپنے سردار احمد بدوی کے پاس لے گیا۔ سردار نے جب ماجرا سنا تو آپ سے دریافت فرمایا تو آپ نے سچ سچ بتا دیا کہ میری صدری کے استر کے نیچے چالیس دِینار سلے ہوئے ہیں۔

چنانچہ ڈاکوؤں نے جب آپ کی صدری کو اُدھیڑا تو واقعی چالیس دینار برآمد ہوئے سردار نے آپ سے پوچھا، لڑکے کیا تمہیں لُٹ جانے کا خوف نہ آیا جو مجھے اپنی رقم کا سچ سچ بتا دیا۔ اس وقت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جب میں علمِ دین حاصل کرنے کیلئے اپنے گھر سے رُخصت ہونے لگا تو مجھے میری ضعیف والدہ نے نصیحت فرمائی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ بھلا والدہ ماجدہ کی نصیحت کے آگے چالیس دینار کیا اہمیت رکھتے ہیں؟ آپ کے منہ سے یہ کلماتِ حق سن کر سردار رونے لگا اور کہنے لگا، اے لڑکے شاباش! کہ تو نے اپنی ماں کا وعدہ یاد رکھا اور لعنت ہے مجھ پر کہ میں اپنے ربّ کا وعدہ بھول گیا۔ یہ کہہ کر سردار نے ڈاکہ زنی سے ہمیشہ کیلئے توبہ کر لی اور تمام لُوٹا ہوا مال قافلہ والوں کو واپس کر دیا۔ یہ دیکھ کر باقی ڈاکوؤں نے کہا، اے سردار! رہزنی میں ہمیشہ ہم تیرے ساتھ رہے اور اب توبہ میں بھی ہم تیرے ساتھ ہیں اور اس طرح آپ کی حق گوئی نے ڈاکوؤں کے دل کی کایا ہی پلٹ دی اور آپ کی اس حق گوئی کی برکت سے تمام ڈاکو تائب ہو گئے۔ (سفینۃ الاولیاء، ص ۶۳۔ نزہۃ الخاطر، ص ۳۲۔ قلائد الجواہر، ص ۹۔ نفحات الانس، ص ۳۵۲)

حصول علم

یہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی لگن اور جستجو ہی تھی کہ علم کی پیاس بجھانے کیلئے آپ نے جیلان سے چار سو میل کا طویل و کٹھن سفر طے کیا اور یوں ۴۸۸ھ بمطابق ۱۰۹۵ء میں بغداد پہنچے اور اس زمانے کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی کا درجہ رکھنے والے مدرسہ نظامیہ میں داخل ہوگئے اور وہاں کے بڑے بڑے قابل ترین اساتذہ سے حدیث و تفسیر اور جملہ علوم دینیہ کے حصول میں مشغول ہوگئے۔ چند مہینوں کے بعد آپ کے پاس موجود چالیس دینار ختم ہوگئے اور نوبت فاقہ کشی تک آ پہنچی آپ فاقوں پر فاقے کرتے رہے لیکن صبر کا دامن تھامے علم کے حصول میں لگے رہے خیرات نہ مانگنے کی عادت نے آپ کو ہمیشہ سوال کرنے سے روکے رکھا اور آپ دوسروں کو بھی سوال کرنے سے منع فرماتے رہے الغرض آپ آٹھ سالہ تعلیمی دور میں تنگدستی و فاقہ کشی کی سخت سے سخت صعوبتوں کو ہمت و حوصلے کے ساتھ برداشت کرتے رہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان فرماتے ہیں کہ طالب علمی کے دور میں ایسی ہولناک سختیاں میں نے جھیلیں کہ اگر وہ پہاڑ پر پڑتیں تو وہ بھی پھٹ جاتا جب ہر طرف سے مجھ پر مصیبتیں ٹوٹنے لگتیں تو میں زمین پر لیٹ جاتا اور پڑھنے لگتا فان مع العسر یسراً اِن مع العسر یسرا بیشک تنگی کیساتھ آسانی ہے بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ (طبقات الکبریٰ، ج ا، ص ۱۲۶)

یوں فاقہ زدگی کی اِن مشکلات کے ساتھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمِ دین حاصل کرتے رہے اسی دوران ایک اور مصیبت یہ ہوگئی کہ ملک میں قحط پڑ گیا اور قحط اس قدر شدید تھا کہ لوگ درختوں کے پتے تک کھا گئے آپ سبزے کی تلاش میں دریائے دجلہ کے کنارے کنارے جاتے مگر وہاں پہلے ہی لوگوں کا ہجوم ہوتا چنانچہ آپ صبر کرکے واپس آجاتے کیونکہ لوگوں سے چھیننا آپ کو پسند نہ تھا اس خوفناک قحط کی اِطلاع جب آپ کی والدہ نے سنی تو آپ بے چین ہوگئیں اور اپنے لختِ جگر کی مدد کرنے کیلئے بے قرار ہوگئیں۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاقوں پر فاقے کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا چہرہ زرد اور جسم لاغر ہوگیا۔ ایک دفعہ نڈھال ہوکر مسجد میں پڑے ہوئے تھے اتنے میں ایک نوجوان کہیں سے بھنا گوشت اور روٹی لے کر مسجد میں داخل ہوا اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا آپکی حالت زار دیکھ کر آپ کو کھانے میں شریک ہونے کیلئے بضد ہوگیا چنانچہ اسکی ضد پر آپ کھانے میں شریک ہوگئے کھانے کے بعد باتوں کے دوران جب اُس شخص کو معلوم ہوا کہ آپ جیلان کے رہنے والے ہیں تو وہ شخص بولا، میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں اور طالبِ علم عبدالقادر کی تلاش میں ہوں اور جب اُسے معلوم ہوا کہ آپ ہی عبدالقادر جیلانی ہیں تو بے قرار ہوکر رونے لگا اور گڑگڑا کر کہنے لگا کہ مجھے معاف کردیجئے کہ میں نے آپ کی امانت میں خیانت کی ہے دراصل آپ کی والدہ نے میرے ہاتھ آپ کو آٹھ دینار بھیجے تھے میں نے آپ کو بہت تلاش کیا مگر آپ مجھے نہیں ملے اس دوران میری جمع پونجی بھی ختم ہوگئی آخر فاقے سے مجبور ہوکر میں نے آپ کی امانت سے یہ کھانا خریدا جو آپ نے اور میں نے کھایا اس طرح آپ نے تو اپنا ہی کھایا مگر میں آپ کا مہمان بنا آپ میرا یہ قصور معاف فرمادیجئے۔ (طبقات الکبریٰ، ج ا، ص ۱۲۹۔ قلائد الجواہر، ص ۱۰۰۹)

غرض یہ کہ حصولِ علم کے دوران فاقہ کشی کی صعوبتوں کو خوش اسلوبی سے برداشت کرتے رہے اور اس طرح آپ کا آٹھ سالہ تعلیمی دور جو اپنے دامن میں بے شمار تکالیف اور مصائب لئے ہوئے تھا اختتام پذیر ہوا اور پھر وہ مبارک ساعت آہی گئی جب آپ کے سرِ اقدس پر دستارِ فضیلت سجائی گئی اور آپ علوم دینیہ میں کامل ہوگئے۔

اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ کرام کی تعداد بے شمار ہے جن سے آپ نے فقہ حدیث تفسیر کلام اور دیگر علومِ دینیہ حاصل کئے یہاں چند کا ذکر حصولِ برکت کیلئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

(۱) ابوزکریا یحییٰ بن علی الخطیب تبریزی (۲) ابوالوفا علی بن عقیل البغدادی (۳) ابوبکر احمد بن المظفر (٤) ابوغالب محمد بن حسن الباقلانی (٥) شیخ حماد الاباس (٦) القاضی ابوسعید مبارک بن علی المخزومی الحنبلی (۷) شیخ ابوالخطاب الکلوزانی (۸) ابوالبرکات طلحہ العاقولی (۹) ابوالقاسم محمد بن علی بن میمون (۱۰) ابوعثمان اسماعیل بن محمد اصبہانی (۱۱) ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد (۱۲) ابومنصور عبدالرحمٰن القزار (۱۳) ابوبکر بن مظفر (١٤) ابوالقائم بن بنان (١٥) ابومحمد جعفر السراج (١٦) ابوطالب بن یوسف (۱۷) ابوسعید بن جیش وغیرہ۔ (سوانح حیات پیرانِ پیر، ص ۳۸)

عارف کامل سے ملاقات

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ کہاں جائیں کیونکہ اسی اثناء میں آپ کی والدہ ماجدہ کا وصال ہوچکا تھا اس لئے واپس وطن جانا بے سود تھا چنانچہ آپ اپنے بے قرار دل کو سکون مہیا کرنے کیلئے کسی عارفِ کامل کی تلاش میں سرگرداں ہوگئے تاکہ اُس کے ذریعے عشقِ الٰہی سے عرفانِ الٰہی کی منازل طے کرسکیں تاکہ اپنے دل و دماغ کو انوارِ الٰہی سے منور کرسکیں۔ شہرِ بغداد میں جو بے ہودگیوں اور فتنہ و فساد کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، لوگ لہو ولعب میں مبتلا تھے ایسے ماحول میں آپکو یہاں رہنا بے حد دُشوار محسوس ہورہا تھا چنانچہ بغداد چھوڑ کر کسی صحرا کا رُخ کرنا چاہا لیکن کسی غیبی آواز نے آپ کا راستہ روک لیا اور آواز آئی کہ عبدالقادر یہاں تمہارا رہنا بہت ضروری ہے خلقِ خدا کو تم سے فیض پہنچے گا اور تمہارے دین کو یہاں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ چنانچہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد چھوڑنے کا ارادہ بدل دیا اور مزید شدومد کیساتھ کسی پیر کامل کی تلاش میں لگ گئے تاکہ اُس سے راہنمائی پاسکیں۔ ایک دن آپ کی ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی ان بزرگ عارفِ کامل کا نام تھا شیخ حماد بن مسلم۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ کو دیکھتے ہی اُن سے لپٹ گئے۔ شیخ نے بھی آپ سے نہایت مشفقانہ رویہ اختیار کیا حضور غوث الاعظم برابر اپنے شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے رہے اور اپنے دل میں عشقِ الٰہی کی آگ کو بھڑکاتے رہے یہاں تک کہ مشاہدۂ حق کے شوق نے آپ کو مجاہدوں پر اصرار کیا اور یوں عشقِ الٰہی میں شرابور پچیس برس تک عراق کے جنگلوں میں پھرتے رہے۔ بالآخر عشقِ الٰہی کی چنگاری آپ کے دل میں شعلہ جوالہ بن کر بھڑک اُٹھی آپ نے کشف و وجدان کی تمام منازل طے کرلیں اور تمام تر باطنی و روحانی قوتوں سے مسلح ہوکر شیطانی قوتوں کے خلاف صف آرا ہوگئے اور علمی میدان میں قدم رکھا تو باطل قوتیں اور ابلیسی طاقتیں آپ کے ایمان و عمل سے ٹکراتی رہیں مگر کامیاب نہ ہوسکیں اور ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں۔

شیطان کے مکر و فریب کی شکست

روایتوں میں آتا ہے کہ شیطان آپکے چاروں طرف مکر و فریب کے جال پھینکتا رہا تا کہ ان جالوں میں آپ کو پھانس کر زیر کر لے مگر اسے کامیابی نہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان شیطانی پھندوں کو توڑنے میں مشغول رہے یہاں تک کہ اللہ عزّ وجل کی رحمتِ خاص کے سبب کامیاب ہوگئے۔

روایت ہے کہ ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبادت و ریاضت میں مشغول تھے کہ زمین سے آسمان تک آنکھوں کو چندھیا دینے والی تیز روشنی ظاہر ہوئی پھر اسی روشنی میں ایک چہرہ ظاہر ہوا جس نے گرجدار آواز میں آپ کو پکارا، اے عبدالقادر! میں تیرا ربّ ہوں اور تیری عبادت و ریاضت سے خوش ہوکر تجھ پر تمام فرائض کو معاف کرتا ہوں اور تجھ پر حرام چیزوں کو حلال کرتا ہوں لہٰذا اب جو جی میں آئے کر۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنا اعلیٰ مرتبہ حاصل ہونے کے باوجود عمر بھر عبادت میں مشغول رہے اور حلال و حرام پر سختی سے پابند رہے تو کوئی اور کیونکر اس سے آزاد ہو سکتا ہے چنانچہ میں نے لاحول پڑھا تو وہ تیز روشنی فوراً غائب ہوگئی اور اندھیرا پھیل گیا وہ چہرہ جو ظاہر ہوا تھا دھواں بن کر غائب ہوگیا پھر اس میں سے آواز آئی، اے عبدالقادر! تیرے علم نے تجھے بچالیا۔ یہ شیطان کا آخری وار تھا جس کا آپ نے فوراً جواب دیا کہ اے مردود! علم نے نہیں بلکہ مجھے میرے ربّ کی رحمت نے بچایا ہے۔ یہ سن کر ابلیس سر پیٹنے لگا اور کہنے لگا کہ اب تو میں آپ سے بالکل مایوس ہو چکا ہوں اور آئندہ آپ پر وقت ضائع نہ کروں گا۔ اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، دُور ہو جا مردود! میں تیری کسی بات کا اعتبار نہیں کرتا اور ہمیشہ تیرے مکر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (طبقات الکبریٰ، ج ۱ ص ۱۲۷۔ قلائد الجواہر ص ۲۰، ۲۱۔ بہجۃ الاسرار ص ۸۵، ۸۶)

بیعت طریقت

سخت مجاہدوں اور عبادت و ریاضت کے بعد آپ نے تزکیہ نفس کی تمام منازل طے کرلیں اور اس سلسلے میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد سے باہر وِیران برج میں گیارہ سال مسلسل چلہ کشی میں گزارے۔ آخری چلے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ سے عہد کیا کہ میں اُس وقت تک کچھ نہ کھاؤں پیوں گا جب تک کوئی خود آکر اپنے ہاتھ سے نہ کھلائے گا چنانچہ چالیس روز گزر گئے مگر آپ نے کچھ نہ کھایا نہ پیا لیکن اپنے عہد پر سختی سے پابند رہے بالآخر بغداد کے مشہور بزرگ قاضی القضاۃ شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے دور کے مشہور صاحب طریقت بزرگ تھے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے آپ کو کھانا کھلایا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ کے ہاتھ سے جو لقمہ میرے منہ میں پہنچا تھا اُس سے میرے دل میں نورِ معرفت پیدا ہوتا تھا۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستِ حق پر بیعت طریقت کرلی اور ان کے دستِ مبارک سے خرقۂ وِلایت پہنا۔ آپ کے پیر کامل نے آپ سے فرمایا، اے عبدالقادر! یہ خرقہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا تھا، انہوں نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عطا فرمایا اور اُن سے دست بدست مجھ تک پہنچا ہے۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوں ہی یہ خرقۂ ولایت پہنا تو اُن پر انوار وتجلیات کی بارش ہوگئی اور اُن پر خاص قسم کی کیف وسرور کی کیفیت طاری ہوگئی۔ آپ کے پیر کامل نے آپ کو ہدایت فرمائی کہ اب اس وِیرانے کو چھوڑ کر شہر کا رُخ کریں اور خلقِ خدا میں دین وسنت کی اِشاعت میں کوشاں ہوجائیں چنانچہ شیخ نے آپ کو اپنے مدرسے میں صدر المدرسین مقرر کردیا اور خود گوشہ نشین ہوگئے چنانچہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدرسہ میں ہی قیام فرمایا تاکہ دِن رات اپنے پیر کامل کی صحبت سے فیض بھی حاصل کریں اور اسلام کی ترویج بھی ہوتی رہے چنانچہ روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین کی تبلیغ کا کام بھی خوب زوروشور سے انجام دیتے رہے۔ (طبقات الکبریٰ، ج ۱ص ۱۲۷۔ جامع کرامات الاولیاء، ج ۲ص ۲۰۲)

درس و تدریس اور فتاویٰ نویسی

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب درس وتدریس کی ذِمہ داری سنبھالی تو اس علم کے آفتاب سے روشنی لینے کیلئے ہزاروں طالبانِ علم جمع ہوگئے اوراس سے علمی نور حاصل کرنے میں سرگرداں ہوگئے اور یوں علم کی پیاس بجھا کر طالبانِ علم کو سیراب کرنے کیلئے عالمِ اسلام کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ چودہ علوم کا درس دیا کرتے تھے اور اس طرح پورے بیس برس یعنی ۵۰۰ھ سے ۵۲۱ھ تک طالبانِ علم کو علوم دینیہ سے مستفیض فرمایا آپ کے بے شمار شاگرد آپ سے فارغ التحصیل ہوکر دُنیا کے خطے خطے میں پھیل گئے اوراس طرح اسلامی تعلیمات کا نور پھیلنے لگا۔ (طبقات الکبریٰ، ج ا، ص ۱۲۷۔قلائد الجواہر، ص ۳۸)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم وحکمت کی ضیاء پھیلانے کے ساتھ ساتھ دنیائے اسلام سے آئے ہوئے استفتاء کے جوابات بھی دینے کی ذِمہ داری نبھاتے رہے کوئی دن ایسا نہ گزرا تھا کہ آپ کے پاس دینی سوالات نہ آئے ہوں آپ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ فتاویٰ نویسی کو بھی برابر وقت دیتے۔ آئے ہوئے سوالات پر خوب غور وفکر کرتے اوراپنی رائے دیتے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں علماء کرام وفقہاء عظام اور وہ طلباء بھی حاضر ہوا کرتے تھے جو مختلف علوم میں دسترس تو رکھتے تھے لیکن آپ کی صحبتِ بابرکت سے اور آپکے شدت علوم سے فیض حاصل کرنا اپنے لئے خوش بختی تصوّر کرتے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُنہیں اپنے حلقۂ درس میں شریک فرما کر انہیں مستفید فرماتے۔ اپنے طلباء اور حلقہ درس میں شریک معتقدین پر آپ کی خصوصی توجہ اور نظرِ کرم ہی تھی کہ آپ کے شاگردوں نے بھی تصنیف وتالیف میں خوب دھوم مچائی اور شاندار کتب تصنیف کیں اوراس طرح آپ علم ومعرفت اور ولایت کا روشن چمکتا سورج بن کر آفاقِ عالم پر جگمگانے لگے آپ کی آواز پوری دنیا میں پھیلنے لگی یہاں تک کہ تمام مخلوق آپ کے علم وکمال کا اعتراف کرنے لگی۔ (طبقات الکبریٰ، ج ا ص ۱۲۷۔اخبار الاخیار فارسی، ص ۱۷۔قلائد الجواہر، ۱۸، ص ۳۸)

درس و تدریس و فتاویٰ نویسی کی مصروفیات ابھی جاری ہی تھیں کہ ایک دن ۱۴ شوال ۵۲۱ھ کی دوپہر آپ نے خواب میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارتِ باسعادت حاصل کی۔ آپ نے دیکھا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ سے ارشاد فرمارہے ہیں، بیٹا عبدالقادر! تم عوام کو وعظ ونصیحت کیوں نہیں کرتے۔ عرض کی، میرے آقا ومولا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں عجمی ہوں، فصحائے عرب کے سامنے کیسے زبان کھولوں؟ تو حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن مبارک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانِ مبارک پر لگایا اور فرمایا اب جاؤ اور عوام کو وعظ ونصیحت کرو اوراسطرح قدرت نے آپکو لازوال وشاندار زورِ خطابت سے نوازا۔ (سفینۃ الاولیاء، ص ۶۷۔اخبار الاخیار فارسی، ص ۱۸)

چنانچہ جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تو ظہر کا وقت تھا آپ نے نماز ادا فرمائی اور منبر پر تشریف لے گئے اور وعظ ونصیحت شروع کی آپ کا وعظ کرنا تھا آپ کی زبان سے فصاحت وبلاغت کا سمندر جاری ہوگیا حاضرینِ محفل آپ کی اس پُر اثر زبان کے سحر میں گم ہوگئے اوران کے دل اس کے اثر سے پگھلنے لگے اور ہوتے ہوتے اس مجلسِ وعظ میں شہر کے کونے کونے سے لوگ آکر جمع ہونے لگے آپ کی زورِ خطابت اور وعظ ونصیحت کی شہرت عراق سے نکل کر عرب وشام وایران تک جا پہنچی آپ کی مجلس وعظ میں تل دھرنے کو جگہ نہ ہوتی بالآخر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منبر شریف شہر سے باہر عید گاہ کے وسیع میدان میں رکھوادیا گیا

آپ کی مجلس وعظ میں ایک وقت میں ستر ستر ہزار سامعین آپ کے وعظ سننے کیلئے موجود ہوتے اور آپ کی یہ کرامت ہے کہ دُور نزدیک سب کو آپ کی آواز یکساں سنائی دیتی آپ کے وعظ کا یہ اثر تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے اور بے ہوش ہوجاتے کچھ گریبان پھاڑ کر جنگل میں نکل جاتے اور کچھ وہیں تڑپ تڑپ کر جان دے دیتے آپ کے وعظ کے وقت فضاء سے رونے کی آوازیں آتی تھیں اور اکثر اوقات حاضرین مجلس اپنے ہاتھ جب فرش پر رکھتے تو اُن لوگوں پر پڑتے جو بظاہر نظر نہ آتے تھے آپ کی مجلس وعظ میں ایک ایک وقت میں چار چار سو دواتیں آپ کے مواعظ حسنہ کو لکھنے کیلئے استعمال ہوتی تھیں آپ کی مجلس وعظ میں عام لوگ ہی نہیں بلکہ اپنے وقت کے بے شمار اکابر مشائخ اور علماء وفقہاء بھی شریک ہوا کرتے تھے یہاں تک کہ امراء وزراء اور خلیفہ بھی آپ کی مجلس وعظ میں باادب سر جھکا کر بیٹھتے۔ (تحفۃ القادریہ، ص ۱۰۹۔ بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

حضرت ابو محمد مفرج بن شہاب شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت و معقولیت دیکھ کر بغداد کے علماء وفضلاء کی ایک جماعت آپ کا امتحان لینے کی نیت سے آئی اس جماعت میں ایک سو فقیہہ تھے جن پر اہلِ بغداد کو کامل اعتماد تھا ابھی وہ سب آ کر حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہی تھے کہ معاً میں نے دیکھا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ مبارک سے نور پھوٹنا شروع ہوا جس کو دیکھتے ہی دیکھتے علماء وقت کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں حتیٰ کہ وہ سب دیوانے ہوکر چیخنے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑنے لگے انہوں نے اپنی پگڑیاں اُتار پھینکیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں پر اپنے سر رکھ دیئے، مجلس میں ان کی چیخ و پکار سے ایسا شور برپا ہوا کہ میں نے خیال کیا کہ زلزلہ آگیا ہے آخر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کی حالتِ زار پر رحم آیا سب کو معاف فرمایا، پھر ایک ایک کو اُٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اور بتایا کہ تمہارا سوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے۔ اس واقعہ کی سارے بغداد میں دھوم مچ گئی جب علماء سے میں نے خود حقیقتِ حال معلوم کی تو انہوں نے بتایا کہ ہم جیسے ہی مجلس میں جا کر بیٹھے تو ہمارا علم سلب ہوگیا یہاں تک کہ جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سینہ مبارک سے لگایا تو ہمارا علم واپس آگیا اور ہمارے سوالات کے جوابات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عنایت فرمائے وہ اس قدر مدلل تھے کہ اس سے پیشتر ہمارے ذہن میں نہ تھے۔ (تفریح الخاطر، ص ۵۔ طبقات الکبریٰ، ج ا ص ۱۲۸۔ نزہۃ الخاطر، ۶۸)

آپ کے پُر اثر وعظ ونصیحت کا ہی اثر تھا کہ اہل بغداد جو کچھ عرصہ پہلے لہو ولعب وفتنہ انگیزیوں میں مبتلا تھے بدکاریوں اور بے ہودگیوں کے غلیظ کیچڑ میں دھنسے ہوئے تھے اس پیکر رشد وہدایت کا دامن تھام کر باہر نکل آئے اور آپ کے وعظ ونصیحت سے اپنے ظاہر وباطن کو چمکا ڈالا۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دستگیری کیا فرمائی کہ یہودی ہو یا نصرانی، بدعقیدہ ہو یا بد مذہب، گنہگار ہو یا بدکار، قاتل ہو یا لٹیرا، غرض ہر ایک آپ کے دامنِ رحمت میں آ کر تائب ہوجاتا آپ کے روحانی فیض سے ایک لاکھ فاسق وفاجر راہِ راست پر آئے اور ہزاروں بد مذہبوں نے اسلام قبول کرلیا۔ آپ کے مریدین عالم اسلام کے چپے چپے میں پھیل گئے اور یوں اسلام کی نورانی شعاعیں عراق، شام، عرب وایران غرض تمام عالم میں پھیل گئیں۔ مسلسل نصف صدی تک طالبانِ فیض آپ سے روحانی فیض لیتے رہے اور یوں دین اسلام جو نحیف وکمزور ہوچکا تھا اور اس کی آب وتاب ماند پڑنے لگی تھی آپ کے وعظ ونصیحت اور فیض روحانی کے سبب پوری آب وتاب کے ساتھ ایسا منور ہوا کہ تمام عالم اسلام منور ہوگیا۔

دینِ اسلام کی نئی زندگی

بغداد کے ایک سنسان راستے پر ایک نوجوان مسافر اپنی دُھن میں مگن چلا جا رہا تھا کہ اس نے راستے میں ایک جگہ ایک پریشان حال بوڑھے کو دیکھا جو نہایت نحیف و کمزور اور آخری سانسیں لے رہا تھا اس نوجوان کو بوڑھے کی اس حالت پر بہت رحم آیا اور اس دم توڑتے ہوئے ناتواں بوڑھے کو سہارا دینے کیلئے اپنا ہاتھ بڑھایا بوڑھے نے اپنا لرزتا کانپتا ناتواں ہاتھ نوجوان کی طرف بڑھادیا نوجوان نے بوڑھے کا ہاتھ کیا پکڑا دیکھتے ہی دیکھتے اس بوڑھے کی حالت بدلنے لگی اور اس میں تیزی سے طاقت وتوانائی آنے لگی اور کچھ ہی لمحوں بعد وہ نحیف وناتواں کمزور بوڑھا ایک صحت مند نوجوان میں بدل گیا اس کا چہرہ پھول کی مانند کِھل گیا اور مسکرانے لگا اور آنکھیں زندگی کی روشنی سے جگمگانے لگیں وہ مسافر یہ منظر دیکھ کر سخت حیرت میں مبتلا ہوگیا اس کی اس حیرت کو دیکھ کر اُس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا، اے عبدالقادر! اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں میں آپ کے نانا جان کا دین ہوں میری حالت خستہ وخراب ہوچکی تھی آپ کے ذریعے سے اللہ عزّ وجل نے نئی زندگی بخشی ہے دراصل آپ محی الدین ہیں۔

(خزینۃ الاصفیاء، ج ا ص ۹۴۔ سفینۃ الاولیاء، ص ۶۱۔ نفحات الانس، ص ۶۰)

اس واقعہ سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اللہ عزّ وجل نے آپ کی ذاتِ اقدس کو نبوت کی نیابت جیسے عظیم منصب کیلئے پہلے ہی چُن لیا تھا چنانچہ اسی مقصد کے تحت آپ کی خاص تربیت فرمائی گئی اور اللہ عزّ وجل نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت و تعلیماتِ نورانی کے مطابق ہر طرح کی ظاہری و باطنی تکمیل فرمائی اور آپ کو خود محی الدین کے عظیم لقب سے سرفراز فرمایا اور حقیقتاً آپ اس عظیم لقب کے حقدار بھی ہیں کہ محی الدین کے معنی ہیں دین کو زندہ کرنے والا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دینِ اسلام جو دم توڑ رہا تھا آپ کے بابرکت وجود سے دوبارہ زندہ ہوگیا اور پورے عالمِ اسلام میں لوگ آپ کو محی الدین کے لقب سے پکارنے لگے اور آپ کو محی الدین تسلیم کرنے میں کوئی پس وپیش نہ کی۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی وہ عارفِ کامل ہیں جنہوں نے روحانی اور نورانی تعلیمات وکاوشوں سے تاریک دِلوں کو منور کردیا، اپنے عظیم دینی کارناموں کے سبب لوگوں میں اسلام کی نئی روح پھونک دی، آپ نے جہاں توحیدِ ربانی کا سبق عام کیا، وہیں عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لوگوں کے دِلوں کو منور کیا، لوگوں کی اخلاقی اصلاح فرمائی اور شریعت وسنت کا دَرس دیا، دُنیا سے نفرت اور آخرت کی فکر کو عام کیا، معرفتِ الٰہی سے روشناس فرمایا اور تمام عالمِ اسلام میں اپنے فیوض وبرکات جاری فرمادیے۔

منصب غوثیت کبریٰ

اللہ عزّ وجل کے مقرب ومحبوب بندے جو اولیاء اللہ کہلاتے ہیں کائنات کی ہر شے پر اللہ عزّ وجل کے اِذن سے دسترس وتصرف رکھتے ہیں اور جو کائنات میں ہے اس وسیع نظام سے خوب واقف ہوتے ہیں عام لوگ اس کائنات کے خفیہ نظام ومعاملات اور اشیاء کے متعلق لاعلم ہوتے ہیں مگر یہ اولیاء اللہ اپنے ربّ عزّ وجل کے راز دار ہوتے ہیں جو ظاہر و باطن سب کی خبر رکھتے ہیں ان اولیاء اللہ کے بھی مختلف مراتب اور درجے ہوتے ہیں جن میں ابدال، اقطاب، غوث وغیرہ ہیں۔

غوث

ربّ عزّ وجل کا بہت ہی خاص اور مقرب بندہ ہوتا ہے جو تمام اولیاء اللہ پر فوقیت رکھتا ہے اور آپکی ذات قدرتِ الٰہی کا مظہر ہوتی ہے اس کا ہر قول اور ہر فعل اسمائے الٰہی کا مظہر ہوتا ہے اور اپنے اس امتیازی درجے کے سبب وہ معرفتِ الٰہی کے رازوں کو پالیتا ہے اس کی نظر لوحِ محفوظ پر بھی رہتی ہے اور وہ اِسرارِ الٰہی کی تصویر بن جاتا ہے۔ سیّدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بلند وبالا درجہ غوثیت پر فائز ہیں جو کسی کو حاصل نہیں اور نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ آپ اپنے اپنے وقتوں کے تمام غوث پر برتری اور امتیاز رکھتے ہیں اور بلاشبہ **غوث الاعظم** ہیں۔ خود حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے سعادتِ کبریٰ پالی، میں اسرارِ الٰہی ہوں، تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی حجت ہوں، زمینوں میں میرا ڈنکا بج رہا ہے، تمام شہر میرے حکم کے ماتحت ہیں، میں احوال کو سلب کرسکتا ہوں، متقدمین کے سورج غروب ہوگئے مگر میرا سورج بلندی اور عظمت کے آسمان پر ہمیشہ جلوہ افروز رہے گا، انسان جن سب کے مشائخ ہوتے ہیں مگر میں **شیخِ کل** ہوں، مجھے اللہ نے اپنی نگاہِ خاص میں رکھا ہے، مجھے میرا ربّ فرماتا ہے، اے عبدالقادر! تمہیں میری قسم یہ چیز کھالو، تمہیں میری قسم ہے یہ چیز پی لو۔ جب میں گفتگو کرتا ہوں تو میرا ربّ فرماتا ہے، مجھے اپنی قسم تم سچ کہتے ہو۔ میں قربِ الٰہی کی بارگاہ میں تنہا ہوں میرا رُتبہ تم سب سے برتر ہے اور ہمیشہ کیلئے برتر ہے۔ جس شخص نے اپنے آپ کو میرے سے منسوب کیا اور میرے عقیدت مندوں میں شامل ہوا اللہ پاک اُسے قبول فرما کر اپنی رحمت سے نوازتا ہے میرے سارے محبین جنت میں داخل کئے جائیں گے یہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ (ماخوذ از قصیدہ غوثیہ)

الغرض غوث الاعظم اولیاء اللہ میں وہ امتیازی شان رکھتے ہیں جو کسی کو حاصل نہیں ہر ولی آپ کے زیرِ سایہ ہے اور رہے گا آپ کی نسبت ہی کسی ولی اور عارف کو منصبِ ولایت پر فائز کرسکتی ہے آپ کی نسبت کے بغیر یہ درجہ کسی کو حاصل ہو ہی نہیں سکتا آپ حقیقتاً پیرانِ پیر ہیں اور رہتی دنیا تک رہیں گے۔

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا تیرا

اللہ تعالٰی نے آپ کو منصبِ غوثیتِ کبریٰ اور مقامِ تکوین عطا فرمایا اسی لئے آپ فرماتے ہیں اگر میرا مرید مشرق میں کہیں بے پردہ ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں تو بھی میں اس کی ستر پوشی کرتا ہوں۔ (بہجۃ الاسرار)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا، اے میرے مرید! میرا دامن مضبوطی سے پکڑ لے اور مجھ پر پورا اعتماد رکھ میں تیری حمایت دنیا میں بھی کروں گا اور قیامت کے دن بھی۔

آپ کے درجۂ غوثیت کی بلندی کا اندازہ آپ کے اس ارشادِ پاک سے بھی بخوبی ہو جاتا ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، جو شخص خود کو میری طرف منسوب کرے اور مجھ سے عقیدت رکھے تو اللہ تعالٰی اُسے قبول فرما کر اس پر رحمت فرمائے گا اگر اس کے اعمال مکروہ ہوں تو اُسے توبہ کی توفیق دے گا ایسا شخص میرے مریدوں میں سے ہوگا اور اللہ تعالٰی نے اپنے فضل و کرم سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں، میرے سلسلے والوں، میرے پیروکاروں اور میرے عقیدت مندوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (اخبار الاخیار)

بارگاہِ غوثیت میں علمائے کرام و پیرانِ عظام کا خراجِ عقیدت

یہ ایک اٹل حقیقت ہے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ غوثیت کے اعلیٰ و بلند ترین مرتبہ پر فائز ہیں جہاں کسی اور کی پہنچ ممکن نہیں۔ آپ کا فیض اس پوری کائنات میں جاری و ساری ہے اور ربّ عزّوجل کے اِذن سے یہ کائنات آپ کے حکم کے ماتحت ہے۔ آپ کے درجۂ فضیلت کی تصدیق و تائید تمام پیرانِ عظام، اولیائے کرام، علماء و مشائخ نے کی۔ وہ امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہوں یا امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی، سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ہوں یا حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی، حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی و حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند ہوں یا حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری و حضرت سلطان باہو، الغرض حضرت عبدالرحمٰن جامی ہوں یا امام اہلسنّت احمد رضا محدث بریلوی، ہر کوئی آپ کی بارگاہِ غوثیت میں سر جھکائے ہوئے ہے اور اپنا آقا و مولیٰ جانتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں انہیں وسیلہ بنائے ہوئے ہے ان کے ارشادات و تعلیمات پر عمل پیرا ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ ان پیرانِ عظام و اولیائے کرام کا اعترافِ غوثیت و فضیلتِ غوث الاعظم کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

امام المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا خراج عقیدت

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو قطبیتِ کبریٰ اور ولایتِ عظیمہ کا مرتبہ عطا فرمایا یہاں تک کہ تمام عالم کے فقہاء علماء وطلباء اور فقراء کی توجہ آپ کے آستانہ مبارک کی طرف ہوگئی، حکمت ودانائی کے چشمے آپ کی زبان سے جاری ہوگئے اور عالم الملکوت سے عالم دنیا تک آپ کے کمال و جلال کا شہرہ ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے علاماتِ قدرت وامارت اور دلائل و براہین کرامت آفتابِ نصف النہار سے زیادہ واضح فرمائے اور جود وعطا کے خزانوں کی کنجیاں اور قدرت وتصرفات کی لگامیں آپ کے قبضہ اقتدار اور دستِ اختیار کے سپرد فرمائیں تمام مخلوق کے قلب کو آپ کی عظمت کے سامنے سرنگوں کردیا اور تمام اولیاء کو آپکے قدم مبارک کے سائے میں دے دیا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس منصب پر فائز کیے گئے تھے جیسا کہ آپکا ارشاد ہے، میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔

امام المحدثین فرماتے ہیں، اگر دوسرے لوگ قطب ہیں تو یہ خلفِ صادق، قطب الاقطاب ہیں اگر دوسرے لوگ سلطان ہیں تو یہ خلفِ صادق شہنشاہِ سلاطین ہیں اور آپ کا اسم گرامی شیخ سید سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی ہے جنہوں نے دین اسلام کو دوبارہ زندہ کیا اور طریقہ کفار کو ختم کردیا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی یہی ارشاد مبارک ہے کہ **الشیخ یحیی قطبیت** شیخ کامل زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

امام المحدثین مزید ارشاد فرماتے ہیں، غوث الثقلین کے معنی ہی یہ ہیں کہ جنات اور انسان انکی پناہ لیں چنانچہ میں بیکس ومحتاج بھی انہیں کی پناہ کا طلب گار اور انہی کے دربار کا غلام ہوں مجھ پر ان کا کرم اور عنایت ہے اور ان کی مہربانیوں کے بغیر کوئی فریاد سننے والا نہیں ہے۔

مزید فرماتے ہیں، اُمید ہے کہ اگر کبھی راہ سے بھٹک جاؤں تو وہ راہبری کریں اور اگر ٹھوکر کھاؤں تو وہ مجھے سنبھالیں کیونکہ انہوں نے اپنے دوستوں کو یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک رجسٹر بنادیا ہے جس میں میرے قیامت تک ہونے والے مریدوں کا نام لکھا ہوا ہے حکم الٰہی ہوچکا ہے کہ میں نے ان سب کی مغفرت فرمادی ہے۔ کاش! میرا نام بھی آپ کے مریدوں کے رجسٹر میں لکھا ہوا ہو پھر مجھے کوئی غم نہ ہوگا کیونکہ میری خواہش کے مطابق میرا کام پورا ہوگیا ہے میں نامراد بھی حضرت غوث الثقلین کا مرید بن گیا ہوں قبول کرنا یا انکار کردینا ان کے ہاتھ میں ہے میں ان کے طلب گاروں میں ہوں ان کا چاہنا ان کے اختیار میں ہے۔ (اخبار الاخیار)

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خراجِ عقیدت

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں،
جس قدر خوارق حضور سیّد محی الدین جیلانی قدس سرہ سے ظاہر ہوئے، ویسے خوارق ان میں کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ (مکتوبات شریف دفتر اوّل حصہ سوم صفحہ ۱۲۰)

مزید ارشاد فرماتے ہیں، حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اسی راہ (ولایت) سے داخل ہونے والوں کے پیشوا ہیں گویا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قدم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر ہے اور حضرت فاطمہ زہرا و حضراتِ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسی مقام پر ان کے ساتھ شامل ہیں ان کے بعد یہ منصب بالترتیب بارہ اماموں تک پہنچتا رہا یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتی ہے اور یہ مرتبہ آپ کو مل گیا۔ مذکورہ بالا اماموں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے درمیان کوئی شخص اس مرتبہ پر نہیں اب جس قدر فیض و برکات تمام اقطاب اور ولیوں کو پہنچتے ہیں آپ ہی کے ذریعے پہنچتے ہیں ان کے مرکزِ فیض کے بغیر ولایت کا منصب کسی کو نہیں مل سکتا۔ (مکتوبات شریف دفتر اوّل حصہ سوم صفحہ ۱۲۰)

خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خراج عقیدت

﴿ خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دربارِ غوثیت میں یوں عرض کرتے ہیں ﴾

یا غوث معظم نور ہدیٰ مختار نبی مختار خدا
سلطان دو عالم قطب علیٰ حیراں ز جلالت ارض و سما

صدق عہد صدیقی وشی، ور عدل و عدالت چوں عمری
اے کانِ حیا عثمان منشی مانند علی باوجود و سخا

در بزم نبی عالی شانی ستار عیوب مریدانی
در ملک ولایت سلطانی اے منبع فضل و جود و سخا

اقطاب جہاں در پیش درت افتادہ چو پیش شاہ و گدا
چو پائے نبی شد تاج سرت، تاجِ عہد عالم شد قامت

گر دادِ مسیح بہ مردہ رواں راوی تو بدیں محمد جان
عہد عالم محی الدین گویاں بر حسن و جماعت گشتہ فدا

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خراج عقیدت

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقامِ محبوبیت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، حضرت غوث الاعظم کی اصل نسبت نسبتِ اویسیہ ہے جس میں بنتِ سکینہ کی برکات شامل ہیں اس مقامِ محبوبیت کے ذریعے ایسی تجلیاتِ الٰہی کا ظہور ہوتا ہے جن کی انتہا نہیں۔ (ہمعات)

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خراج عقیدت

سلسلہ نقشبندیہ کے سردار حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور غوثِ اعظم کا بلند و بالا مرتبہ اور سب پر ان کی برتری بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است | سرورِ اولادِ آدم شاہ عبدالقادر است

حضرت خواجہ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خراج عقیدت

سرگروہ سہروردیانِ ہند حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیابتِ نبوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

دستگیر بے کساں و چارۂ بے چارگاں
شیخ عبدالقادر است آں رحمۃ اللعالمین

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **قصیدۂ غوثیہ** میں کیے گئے حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب سے بھرپور بلند و بانگ دعوؤں کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، فقیر کہتا ہے کہ **قصیدہ غوثیہ شریف** بھی اِسی مقام قرب کی ایک خوددار آواز ہے جس کو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باطنی احوال کی اجمالی تفسیر سمجھنی چاہیئے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خانوادۂ چشتیہ و چراغ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **بارگاہِ غوثیت** میں یوں عرض گزار ہیں:

یا قطب یا غوثِ اعظم یا ولی روشن ضمیر — بندہ ام تا بندہ ام جز تو ندارم دستگیر
بر درِ درگاہِ والا سائلم یا آفتاب — خاطرِ ناشاد راکن شاد یا پیرانِ پیر

حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پیر طریقت حضرت امداد اللہ مہاجر مکی **بارگاہِ غوث الاعظم** (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں یوں التجا کرتے ہیں:

خداوند بحقِ شاہ جیلاں — محی الدین غوث و قطب دوراں
بکن خالی مرا از ہر خیالے — لیکن آں کہ زور پید است حالے

شیخ ابو البرکات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ موصوف اعتراف فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِذن واجازت کے بغیر کوئی ولی ظاہراور باطن میں تصرف نہیں کرسکتا۔ (تحفہ قادریہ، ص ۱۶۵ از شاہ ابوالمعالی)

علامہ عبد القادر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت علامہ فرماتے ہیں، ہر زمانہ میں تمام قطب، غوث اور اولیاء اللہ آپ کی بارکات سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔
(تفریح الخاطر، ص ۳۸ مطبوعہ مصر)

حضرت مخدوم صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت صابر کلیری بارگاہِ غوثیت میں یوں صدا لگاتے ہیں:

من آمد تو پیش تو سلطانِ عاشقاں — ذات تو ہست قبلۂ ایمانِ عاشقاں
در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر — دستم بگیر از محرم اے جانِ عاشقاں

حضرت قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

قبلۂ اہلِ صفا حضرت غوث الثقلین — دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلین
بے نواختہ دلم نیست کسے آنکہ وہد — ختہ را جز تو دوا حضرت غوث الثقلین
خاک پائے تو بود روشنی اہل نظر — دیدہ را بخش ضیاء حضرت غوث الثقلین
مردہ دل گشتہ ام و نام تو محی الدین است — مردہ را زندہ نما حضرت غوث الثقلین

شیخ ماجد الکردی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اس وقت روئے زمین پر کوئی ولی اللہ ایسا باقی نہ رہا جس نے آپ کے اعلٰی مرتبہ کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی گردن نہ جھکائی ہو۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۹۔ قلائد الجواہر، ص ۹۴)

شیخ لولو الامنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

شیخ موصوف حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تمام ولیوں پر برتری ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، میں نے (آپ کے ارشاد پر) مشرق ومغرب میں اولیاء اللہ کو اپنی گردنیں جھکاتے ہوئے دیکھا اور میں نے دیکھا ایک شخص نے گردن نہ جھکائی تو اس کا حال دگرگوں ہوگیا۔ (قلائد الجواہر، ص ۲۵)

حضرت سیّد احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

حضرت رفاعی خود حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شان ومرتبہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ کس میں قدرت ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے رُتبہ کے شایانِ شان مناقب بیان کرے وہ تو اس پائے کے بزرگ ہیں کہ انکے ایک جانب شریعت کا دریا اور دوسری جانب حقیقت کا دریا موجزن ہے جس میں چاہتے ہیں وہ غوطہ زن ہوجاتے ہیں۔ (خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۹۸۔ اخبار الاخیار، ص ۱۷۔ طبقات الکبرٰی، ج ۱، ص ۱۲۶)

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات و صفات

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی احکامات اور سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عملی تصویر تھے اور نہ صرف شریعت بلکہ طریقت میں بھی اپنی مثال آپ تھے آپ کی پوری زندگی پر نظر ڈالی جائے تو آپ کا ہر کام چلنا پھرنا، سونا جاگنا، کھانا پینا، بات کرنا صرف اور صرف اپنے ربّ عزّ وجل کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کیلئے تھا۔

آپ نہایت خوش اخلاق وخوش گفتار، وسیع القلب و وسیع الذہن، مہربان، مشفق، وعدہ نبھالے والے بڑوں کی عزت و احترام کرنے والے اور چھوٹوں پر شفقت ومحبت سے پیش آنے والے سلام میں ہمیشہ پہل کرنے والے تھے۔

آپ کی سیرت ملاحظہ کی جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ کی ساری زندگی میں کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی یہاں تک کہ کبھی کوئی نماز جماعت کے ساتھ بھی قضاء نہیں ہوئی آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی اور پندرہ سال تک آپ کا یہ معمول تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے اور فجر سے پہلے پہلے سارا کلام پاک ختم فرمالیتے۔ آپ ہمیشہ روزے سے رہتے اور اتنی کثرت کیساتھ نوافل ادا فرماتے کہ آپکے پاؤں مبارک پر سُوجن آجاتی آپ نے ساری زندگی کبھی جھوٹ نہیں بولا نہ ہی کبھی شیطان آپ پر قابو پاسکا۔

کوئی بیمار ہوجاتا تو فوراً عیادت کیلئے اُس کے گھر تشریف لے جاتے۔ آپ بہت ہی نرم دل اور خدا ترس تھے کسی سائل کو کبھی منع نہ فرماتے اگر آپ کے پاس دو جوڑے ہوتے تو ایک جوڑا کسی غریب کو ہدیہ کردیا کرتے۔ ناداروں، غریبوں، کمزوروں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ان کی دلجوئی فرماتے ان کے ساتھ بڑی عزت و اکرام کے ساتھ پیش آیا کرتے۔ آپ کا دستر خوان ہر ایک کیلئے وسیع رہتا آپ کی بڑی خواہش تھی کہ دنیا میں کوئی بھوکا نہ رہے۔

آپ فرماتے تھے، ساری دنیا کی دولت اگر میرے قبضے میں ہوتو میں بھوکوں کو کھانا کھلاؤں۔ ایک اور جگہ آپ نے ارشاد فرمایا، جب میں نے تمام اعمال کی چھان بین کی تو مجھے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر عمل کھانا کھلانا اور حسن اخلاق سے پیش آنا ہے اور یہی عین سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

آپ نے فرمایا، کھانا کھلاؤ اور کثرت سے سلام کرو جس کو تم جانتے ہو اس کو بھی اور جس کو تم نہیں جانتے اس کو بھی کیونکہ اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

آپ بے حد خود دار تھے ساری زندگی کبھی کسی امیر کا کوئی تحفہ قبول نہیں کیا اور نہ ہی کبھی کسی امیر کو کسی غریب پر ترجیح دی۔
آپ کی صفائی وطہارت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے جسم مبارک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی ہمیشہ باادب قبلہ رو بیٹھا کرتے اور سخت مجاہدوں اتنی عبادت و ریاضت عبادت ونفاست اور باکمال ذات وصفات کے باوجود آپ ہمیشہ خوفِ الٰہی سے لرزتے کانپتے رہتے اس خوفِ الٰہی کے سبب آپ کی آنکھوں میں باربار آنسو آجایا کرتے۔

آپ کو دنیا کے مال و دولت سے ذرہ برابر بھی محبت نہ تھی۔ مال، رُتبہ، عہدہ، امارت سے آپ نفرت فرمایا کرتے تھے کبھی کسی امیر وزیر کی تعظیم میں کھڑے نہیں ہوئے نہ کسی حاکم کے بستر پر بیٹھے اور نہ ہی کسی بادشاہ کے دسترخوان پر کھانا کھایا۔

آپ کا ایک ایک لمحہ خدمتِ خلق کیلئے وقت تھا آپ کے مدرسے میں ایک دن میں چالیس چالیس ہزار تک نذر آتی لیکن شام تک غریبوں میں تمام دولت تقسیم کردی جاتی۔

اپنے نفس کی خاطر آپ کبھی غصہ نہ فرماتے البتہ احکام الٰہی یا سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خلاف ورزی ہرگز برداشت نہ کرتے اور حق گوئی میں کسی کی پرواہ نہ کرتے۔ نیکی کی دعوت پھیلانے اور برائیوں سے بچانے میں ہردم کوشاں رہتے اور اس معاملے میں کسی کی امارت عہدے نام ونسب سے متاثر نہ ہوتے۔ (قلائد الجواہر، تحفۃ القادریہ، نزہۃ الخاطر، تفریح الخاطر، سفینۃ الاولیاء)

غرض یہ کہ امامِ شریعت وامامِ طریقت اپنی ذات وصفات، عادات واخلاق کی خوبیوں میں اس کمال درجے کو پہنچے ہوئے تھے کہ ان کو بیان کرنا یا احاطۂ کمال میں لانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مبارک

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نورانی پیکر کے مالک تھے قد مبارک درمیانہ اور جسمِ اطہر سخت عبادت و ریاضت کے سبب کمزور تھا سینہ کشادہ تھا آپ کے چہرہ مبارکہ سے ایسی نورانی کرنیں پھوٹتیں کہ نظر نہ ٹھہر پاتی پیشانی بلند لب شگفتہ رُخسار نورانی تھے۔ ابرو باریک و پیوستہ اور ریش مبارک بڑی اور پُر نور تھی لب ولہجہ کسی قدر تیز اور پُر اثر اور جمال بارُعب تھا کہ لوگ دیکھتے ہی دل گرفتہ ہو جاتے، رنگ گندمی اور پوری شخصیت ہیبتِ حق کی نورانی شعاعوں سے منور تھی۔

ظاهری وصال

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربیع الثانی ۵۶۲ھ بمطابق ۱۱۶۶ء میں سخت بیمار ہو گئے اور اسی مہینے ۱۱ ربیع الثانی دوشنبہ کی رات بعد نمازِ عشاء اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ وصال کے وقت آپ کی عمر شریف 91 سال تھی آپ کا وصال بغداد میں ہوا اور باب الازج میں مدفون ہوئے۔ وصال کے وقت انبیاء کرام و اولیائے عظام ملائکہ و جنات نے بھی آپ سے روحانی ملاقات کی۔ آپ نے خود فرمایا کہ بے شک میرے پاس تمہارے علاوہ کچھ اور حضرات بھی تشریف لائے ہیں ان کیلئے جگہ فراخ کردو۔ ارواحِ مقربین کی آمد پر آپ ان کے سلام کا جواب بار بار دے رہے تھے۔ وفات کے وقت آپ نے اپنی اولاد سے فرمایا، میرے پاس سے ہٹ جاؤ بظاہر میں تمہارے پاس ہوں لیکن میرا دل اجنبی ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبد الجبار فرماتے ہیں کہ وصال کے وقت میں نے عرض کی حضرت آپکو کس جگہ درد محسوس ہوتا ہے فرمایا میرے تمام اعضاء درد محسوس کر رہے ہیں لیکن میرا دل بالکل ٹھیک ہے کیونکہ میرا دل خدا کے ساتھ ہے۔ یوم وصال آپ نے ایک طویل سجدہ کیا اور تمام مسلمانوں کیلئے بارگاہِ الٰہی میں دعائیں مانگیں۔ وصال کے وقت آپ نے اپنے بیٹے سیّد عبد الوہاب جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی کہ

☆ اپنے نفس پر تقویٰ لازم رکھنا ☆ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا ☆ توحید پر ثابت قدم رہنا

☆ یاد رکھو جو شخص اپنی ذات کو خدا کے سپرد کر دیتا ہے تو دنیا کی تمام چیزیں اس کی ملکیت میں دے دی جاتی ہیں۔

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخری سانسوں تک ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے سیّد موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے، آخری حالت میں بار بار فرماتے تعذ زولم یودها علی الصحة اسکے بعد تین بار اللہ کہا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصالِ پاک کی خبر سنتے ہی لوگوں کا جم غفیر ہو گیا یہاں تک کہ آپ کے اہل خاندان آپ کا جنازہ مبارکہ دن کے وقت نہ اُٹھا سکے لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ سڑک پر سے گزرنا مشکل تھا چنانچہ رات کے وقت آپ کی تجہیز و تکفین ہوئی لوگ جوق در جوق مزار اقدس پر فاتحہ خوانی کیلئے حاضر ہوتے یہاں تک کہ آج بھی آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ (ابن اثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ازواج و اولاد

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیویاں تھیں اور اولاد میں آپ کے ستائیس لڑکے اور بائیس لڑکیاں تھیں جن کی اولاد میں بھی خوب برکت ہوئی آپ کی ساری ہی اولاد فضل و کمال کے بلند درجے پر فائز ہوئی اور سب ہی مستجاب الدعوات ہوئے آپ کے صاحبزادے یوں تو سب ہی اپنے علم و کمال میں اعلیٰ وارفع تھے مگر ان میں سے کچھ کو بہت ہی زیادہ شہرت حاصل ہوئی جن کے نام مبارک درج ذیل ہیں:۔

(۱) سیّدنا سیف الدین عبدالوہاب (۲) شرف الدین سیّدنا عیسیٰ (۳) سراج الدین ابوالفتح سیّدنا عبدالجبار (٤) تاج الدین ابوبکر سیّدنا عبدالرزاق (٥) ابواسحاق سیّدنا ابراہیم (٦) ابوالفضل سیّدنا محمد (۷) ابوعبدالرحمٰن سیّدنا عبداللہ (۸) ابوزکریا سیّدنا یحییٰ (۹) ضیاء الدین ابوالنصر موسیٰ (۱۰) شمس الدین سیّد عبدالعزیز (۱۱) سیّد صالح رحمۃ اللہ علیہم اجمعین (غنیۃ الطالبین ص ٤٣٩)

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دینی خدمات انجام دینے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی اور رات دن اللہ عزوجل کی رضا و خوشنودی کے حصول کیلئے کوشاں رہتے آپ نے اپنی بے پناہ مصروفیت میں سے تصنیف کیلئے بھی وقت نکالا اور یہ اہم فریضہ انجام دیا ان گراں قدر تصانیف کی تعداد کا ذکر درج ذیل پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے:۔

(۱) فتوح الغیب (۲) غنیۃ الطالبین (۳) الفتح الربانی (٤) قصیدہ غوثیہ شریف (٥) مکتوباتِ محبوبِ سبحانی (٦) دیوانِ غوث الاعظم (۷) کبریتِ احمر۔ اس کے علاوہ بے شمار مواعظ و ملفوظات کا گراں بہا مجموعہ جو کتابی شکل میں موجود ہے۔

غرض یہ کہ علم و حکمت سے بھرپور آپ کی نورانی کتابیں اور آپ کا عارفانہ حقائق کا خزینہ اور اسرارِ الٰہی کا گنجینہ شاعرانہ کلام تمام مسلمانوں کیلئے قیمتی خزانے سے کم نہیں آپ کی ہر تصنیف و کلام وعظ و ملفوظات ہر مسلمان کیلئے دُرِ نایاب ہے آپ کے ہر ہر لفظ سے حقائق و معرفت کا انکشاف ہوتا ہے اور یہ سب کا سب قیمتی تحریری خزانہ مسلمانوں کیلئے حرزِ جاں ہے۔

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاعرانہ کلام کے چند شہ پارے

﴿ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو عالم استغراق میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نورانی کیف و سرشاری لٹاتے اشعار بیان فرمائے﴾

بے حجابانہ در آ از در کاشانۂ ما
اے محبوب ہمارے خانۂ دل میں بے پردہ چلا آ
کہ کسے نیست بجز دردِ تو در خانۂ ما
کہ اس گھر میں تیرے درد کے سوا کوئی غیر نہیں
مرغ باغ ملکو تم دریں دیر خراب
اس ویران دنیا میں ہم باغ ملکوت کے بلبل ہیں
میشود نور تجلائے خدا دانۂ ما
ہمارا دانہ (غذا) نورِ الٰہی کی تجلیاں ہیں
محیؔ بہ شمعِ تجلائے جمالش می سوخت
اپنے محبوب کے حسن و جمال کی شمع پر محیؔ جل مرا
دولت مے گفت زہے ہمت مردانۂ ما
یہ ہمت مردانہ دیکھ کر خود محبوب بے ساختہ پکار اُٹھا کہ شاباش

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عربی زبان کے ایک بے مثل ولاثانی شاعر تھے اور انہوں نے اس تمام تر شاعرانہ عظمتوں نعمتوں صلاحیتوں کو اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی و رضا کیلئے وقف کر دیا۔ دیوان غوث الاعظم آپ کے ان ہی شاعرانہ عظمتوں اور علمی نعمتوں کے مجموعے کا نام ہے۔

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظاتِ گرامی کی جھلک

☆ نزولِ تقدیر کے وقت حق تعالیٰ پر اعتراض کرنا دین کی موت ہے توحید کی موت ہے توکل اور اِخلاص کی موت ہے ایمان والا قلب لفظ کیوں اور کس طرح کو نہیں جانتا وہ نہیں جانتا کہ بلکہ کیا ہے اس کا قول تو ہاں ہے۔ (مجلس ۳ شوال المکرم ۵۴۵ھ یکشنبہ بوقت صبح)

☆ احکام الٰہی پر کار بند ہو جا کاہل اور سست بن کر بے کار پڑا نہ رہ مبادا تجھے تیرا ربّ مبتلائے عذاب کر دے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب بندہ عمل میں کوتاہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے فکر میں مبتلا کر دیتا ہے اہل وعیال کی فکر میں، روزگار کے اندر منافع کی کمی میں، اولاد کے نافرمان بن جانے میں، بیوی کے ساتھ باہم نفرت ہو جانے میں، وہ جدھر بھی جاتا ہے ٹھوکر کھاتا ہے یہ سب سزا ہے حق تعالیٰ کی اطاعت میں کوتاہی کرنے کی۔

☆ اپنے مال سے جو کچھ ہو سکے فقیروں کی غم خواری کرو اگر کسی چیز کے دینے کی طاقت ہو خواہ ذرا سا ہو یا بہت سی تو سائل کو واپس نہ کرو عطا کو محبوب سمجھنے میں حق تعالیٰ کی موافقت مت کرو شکر گزار بنو کہ اس نے تم کو اہل بنایا اور عطا پر قدرت بخشی۔ (مجلس ۵ شوال المکرم ۵۴۵ھ بروز سہ شنبہ)

☆ اے فقیر تو غنی بننے کی تمنا مت کر کیا عجب ہے کہ وہ تیری بربادی کا سبب ہو اور اے مبتلائے مرض تو تندرستی کی آرزو مت کر شاید وہ تیری ہلاکت کا سبب ہو صاحبِ عقل بن کر اپنے شر کو محفوظ رکھ تیرا انجام محمود ہوگا قناعت کر اس پر جو تجھے حاصل ہو اور اس پر زیادتی کا خواہاں مت ہو اور مناسب ہے کہ عفو جرائم وعافیت دار بن اور دنیا وآخرت میں معافی کے بارے میں تیرا سوال اکثر رہے فقط اسی سوال پر قناعت کر فلاح پائے لوگ وہی ہیں جو اللہ عزّ وجل کی ڈالی ہوئی مصیبت وآفات پر صبر کرنے والے ہیں اس کی نعمتوں عطاؤں پر شکر کرنے والے ہیں اور اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں اپنی زبان سے اور اپنے قلوب سے۔ (مجلس ۸ شوال المکرم ۵۴۵ھ بروز جمعہ)

☆ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کیلئے خیر کا کوئی دروازہ کھولا جائے تو اُسے چاہئے کہ اس کو غنیمت سمجھے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کب بند کر دیا جائے۔ صاحبو خوش ہو جاؤ اور غنیمت سمجھو زندگی کے دروازے کو جب تک کہ وہ کھلا ہے عنقریب بند کر دیا جائے گا۔ غنیمت سمجھو نیکو کاریوں کو جب تک کہ تم ان کے کرنے پر قادر ہو۔ غنیمت سمجھو توبہ کے دروازے کو اور اس میں داخل ہو جاؤ جب تک کہ وہ تمہارے لئے کھلا ہوا ہے۔ غنیمت سمجھو دعا کے دروازے کو کہ وہ تمہارے لئے کھلا ہوا ہے۔ غنیمت سمجھو اپنے دیندار بھائیوں کی روک ٹوک کے دروازے کو کہ وہ تمہارے لئے کھلا ہوا ہے (ورنہ پھر کوئی بھی تم کو بداعمالیوں سے روکنے یا نصیحت کرنے والا نہیں) لوگو! بنالو جس کو توڑ چکے ہو اور لوٹا دو جو کچھ لے چکو ہو اپنے فرار اور بھاگنے سے تائب ہو کر لوٹ آؤ اپنے اللہ عزّ وجل کی طرف۔ (مجلس ۱۰ شوال المکرم ۵۴۵ھ بروز یکشنبہ)

☆ پہلے علم حاصل کرواسکے بعد (عبادت وریاضت کیلئے) گوشۂ نشینی اختیار کرو کیونکہ جہالت کی وجہ سے (آدمی) اپنے کاموں کو سدھارنے کے بجائے بگاڑ لیتا ہے۔ پانچ وقت کی نماز کی پابندی کرو اور اپنی ہر نماز اس طرح ادا کرو گویا یہ تمہاری زندگی کی آخری نماز ہے جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا ہے اور اُسے علم لدنی عطا فرماتا ہے۔ اس شخص کی صحبت اختیار کر جو تقویٰ اور علم میں تجھ سے بڑھ کر ہو اور نعمت کا شکر گزار بن جا ورنہ وہ تیرے ہاتھ سے چھن جائے گی۔

☆ کیا عجب ہے کہ کل کا دن اسی حالت میں آئے کہ تو سطح زمین سے گم اور قبر کے اندر موجود ہو بلکہ کیا عجب کہ اگلی ساعت میں ہی ایسا ہو جائے؟ کیا ٹھکانہ ہے غفلت کا تمہارے دل کس قدر سخت ہیں تم سرتا پا پتھر ہو کہ قرآن مجید تم پر پڑھا جاتا ہے پیغمبر کے ارشادات اور اگلوں کے حالات تمہیں سنائے جاتے ہیں مگر تم عبرت نہیں پکڑتے نہ بچتے ہو اور نہ اپنے اعمال بدلتے ہو۔ اے نوجوانو! کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق تعالیٰ تم کو بلا میں مبتلا کرتا ہے تاکہ تم توبہ کرلو مگر تم سمجھتے نہیں اور اڑے ہوئے ہو اس کی معصیتوں پر بجز خاص خاص افراد کے جو شخص بھی بلا میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کیلئے عذاب ہے نعمت نہیں اور گناہوں کی سزا ہے زیادتی درجات و کرامات نہیں۔ (مجلس ۲ ذیقعد ۵۴۵ھ بروز یکشنبہ)

☆ آخرت کو دنیا پر مقدم سمجھ دونوں میں نفع پائے گا اور جب تو دنیا کو آخرت پر مقدم سمجھے گا تو دونوں میں خسارہ اُٹھائے گا یہ اس کی سزا ہوگی کہ اس میں کیوں مشغول ہو جس کا تجھ کو حکم نہ تھا جب تو دنیا کے ساتھ مشغول نہ ہوگا تو حق تعالیٰ اس پر اعانت فرما کر تیری مدد فرمائے گا اور تجھ کو دنیا لیتے وقت توفیق بخشے گا اور جب تو اس میں سے کچھ لے گا تو اس میں برکت عطا فرمائے گا مومن شخص دنیا بھی کماتا ہے اور آخرت بھی مگر دنیا صرف اسی قدر جتنے کی اس کو حاجت ہے وہ زیادہ مقدار میں دنیا حاصل نہیں کرتا نادان کا سارا اہتمام دنیا ہی دنیا ہے اور عارف کا سارا اہتمام آخرت ہی آخرت۔ جب دنیا کی معاش میں ایک روٹی تیرے سامنے آجائے اور تیرا نفس تجھ سے منازعت کرے (کہ اتنا کم کیوں لایا) اور خواہشات کا طالب ہو تو اس وقت اس شخص کے حال پر نظر کر جسے ٹکڑا بھی میسر نہیں۔ (مجلس ۴ ذیقعد ۵۴۵ھ بروز سہ شنبہ)

☆ روزہ رکھ اور جب افطار کرے تو اپنی افطاری میں سے کچھ فقراُ کو بھی دیا کر تنہا مت کھا کیونکہ جو شخص تنہا کھاتا ہے اور دوسروں کو کھلاتا نہیں اس پر اندیشہ ہے محتاج اور بھیک منگا بن جائے گا۔ (افسوس کہ) تم سیر ہو کر کھاتے ہو حالانکہ تمہارے پڑوسی بھوکے ہیں اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم مومن ہیں، تمہارا ایمان ہرگز صحیح نہیں۔ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و تابعداری کا دعویٰ کس طرح کرتے ہو حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت اپنے اقوال و افعال سے کرتے رہتے ہو۔ میں تجھے کہونگا یا تو اسلام کی تمام شرائط کا پابند ہو ورنہ یوں مت کہہ کہ میں مسلمان ہوں۔ اسلام کی شرائط بجالاؤ اللہ تعالیٰ کے سامنے گردن جھکانے اور سب کچھ اس کے حوالے کرنے کو اختیار کر آج تو مخلوق کی غم خواری کر کل کو حق تعالیٰ اپنی رحمت سے تیری غم خواری فرمائے گا تو رحم کر زمین والوں پر حق تعالیٰ تجھ پر رحم کرے گا۔ (مجلس ۱۲ ذیقعد ۵۴۵ھ بروز یکشنبہ)

☆ صاحبو! جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آنکھیں بھی زنا کیا کرتی ہیں اور ان کا زنا نامحرموں کی طرف نگاہ کرتا ہے۔ (اے مخاطب) تیری آنکھ نامحرم عورتوں اور لڑکوں کو دیکھ دیکھ کر کتنا کچھ زنا کرتی ہیں کیا تو نے حق تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا کہ (اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہہ دو مومنین سے کہ اپنی نگاہیں جھکائے رکھیں۔ اے فقیر! اپنے فقر پر صابر رہ کہ دنیا کا فقر ختم ہو جائیگا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا، اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! دنیا کی تلخی کا گھونٹ آخرت کی لذت کے شوق میں پی جاؤ (کہ یہاں کی تنگی وہاں کے عیش کا وسیلہ ہے) صاحبو! دنیا ختم ہو رہی ہے اور عمریں فنا ہو رہی ہیں اور آخرت تمہارے قریب آ گئی اور تمہیں اس کی متعلق فکر نہیں بلکہ تمہاری ساری فکر دنیا اور اس کے جمع کرنے کیلئے ہے۔ (مجلس ۱۱ جمادی الثانی ۵۴۵ھ بروز سہ شنبہ)

☆ اللہ والوں کا شغل سخاوت اور مخلوق کی راحت کا سامان کرنا ہے وہ لوٹنے والے ہیں اور لٹانے والے ہیں کہ حق تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کو لوٹتے ہیں اور فقراء مساکین پر جو تنگی میں مبتلا ہیں لٹا دیتے ہیں ان قرضداروں کی طرف سے جو اپنے قرض کے ادا کرنے سے عاجز ہیں ان کے قرض ادا کرتے ہیں ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے اس میں اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جو موجود نہیں ہوتا اس کے منتظر رہتے ہیں کہ (کب آئے اور کب خیرات کریں) یہ وہی ہیں جن کے ہاتھ میں دنیا ہوتی ہے اور وہ اس کو محبوب نہیں سمجھتے وہ دنیا کے مالک ہوتے ہیں دنیا ان کی مالک نہیں ہوتی دنیا ان کے پیچھے دوڑتی ہے اور وہ دنیا کے پیچھے نہیں دوڑتے وہ دنیا کو بانٹتے ہیں دنیا ان کو نہیں بانٹتی پس وہ دنیا میں تصرف کرتے ہیں دنیا ان پر تصرف نہیں کرتی اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، نیکوکار شخص کیلئے حلال مال بھی کیا نعمت ہے۔

اے عورتوں اور اے مردو! تم میں سے جس کے پاس ذرہ برابر اخلاص ذرہ برابر تقویٰ اور ذرہ برابر بھی صبر اور شکر ہے اس کو فلاح نصیب ہوئی (مگر افسوس) میں تجھ کو مفلس وقلاش دیکھتا ہوں۔

رونقِ کُل اولیاء یا غوث اعظم دستگیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

﴿ امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ ﴾

رونقِ کُل اولیاء یا غوثِ اعظم دستگیر
پیشوائے اصفیاء یا غوثِ اعظم دستگیر

آپ ہیں پیروں کے پیر اور آپ ہیں روشن ضمیر
آپ شاہِ اتقیاء یا غوثِ اعظم دستگیر

اولیاء کی گردنیں ہیں آپ کے زیرِ قدم
یا امام الاولیاء یا غوثِ اعظم دستگیر

تھر تھراتے ہیں سبھی جنات تیرے نام سے
ہے ترا وہ دبدبہ یا غوثِ اعظم دستگیر

پیدا ہوتے ہی مہِ رمضان میں روزے رکھے
دُودھ دن میں نہ پیا یا غوثِ اعظم دستگیر

جس طرح مُردے جلائے اس طرح مرشد مرے
مُردہ دِل کو بھی جِلا یا غوثِ اعظم دستگیر

اہلِ محشر دیکھتے ہی حشر میں یوں بول اُٹھے
مرحبا صد مرحبا یا غوثِ اعظم دستگیر

آپ جیسا پیر ہوتے کیا غرض دَر دَر پھروں
آپ سے سب کچھ مِلا یا غوثِ اعظم دستگیر

گو ذلیل و خوار ہوں بدکار و بدکردار ہوں
آپ کا ہوں آپ کا یا غوثِ اعظم دستگیر

راستہ پُر خار، منزل دُور، بَن سُنسان ہے
المدد اے رہنما! یا غوثِ اعظم دستگیر

غوثِ اعظم آیئے میری مدد کے واسطے
دشمنوں میں ہوں گِھرا یا غوثِ اعظم دستگیر

دُور ہوں سب آفتیں دُور ہر رنج و بلا
بہرِ شاہِ کربلا یا غوثِ اعظم دستگیر

اِذن دو بغداد کا ہر اِک عقیدت مند کو
گیارہویں والے پیا یا غوثِ اعظم دستگیر

میٹھے مرشد حاضری کو اک زمانہ ہوگیا
در پہ پھر مجھ کو بُلا یا غوثِ اعظم دستگیر

میرے میٹھے میٹھے مرشد آیئے نا خواب میں
واسطہ سرکار کا یا غوثِ اعظم دستگیر

اپنی اُلفت کا پیالا کرے مجھے یا مرشدی
مَست اور بیخود بنا یا غوثِ اعظم دستگیر

لمحہ لمحہ بڑھ رہا ہے ہائے! عصیاں کا مَرض
دیجئے مجھ کو شفاء یا غوثِ اعظم دستگیر

مُرشدی مجھ کو بنادے تو مریضِ مصطفٰے
از پے احمد رضا یا غوثِ اعظم دستگیر

اپنے ربّ سے مصطفٰے کا غم دِلادے مُرشدی
ہاتھ اُٹھاکر کر دُعاء یا غوثِ اعظم دستگیر

اب سرہانے آؤ مرشد اور مجھے کلمہ پڑھاؤ
دَم لبوں پہ آگیا یا غوثِ اعظم دستگیر

ہے یہی عطاؔر کی حاجت مدینے میں مَرے
ہو کرم بہرِ رضا یا غوثِ اعظم دستگیر

اَسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

﴿ مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ﴾

اسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوثِ اعظم

گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لئے آؤ یا غوثِ اعظم

ترے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے
ترے ہاتھ ہے لاج یا غوثِ اعظم

مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ہیں نا خدا غوثِ اعظم

تمہیں دکھ سنو اپنے آفت زدوں کا
تمہیں درد کی دو دوا غوثِ اعظم

بھنور میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ
بچا غوثِ اعظم بچا غوثِ اعظم

جو دکھ بھر رہا ہوں جو غم سہ رہا ہوں
کہوں کس سے تیرے سوا غوثِ اعظم

زمانے کے دکھ درد کی رنج و غم کی
ترے ہاتھ میں ہے دوا غوثِ اعظم

اگر سلطنت کی ہوس ہو فقیرو
کہو شیــــأ لِلّٰـــہ یا غوثِ اعظم

نکالا ہے پہلے تو ڈوبے ہوؤں کو
اور اب ڈوبتوں کو بچا غوثِ اعظم

جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا
اسی کا ہے تو لاڈلا غوثِ اعظم

کیا غور جب گیارہویں بارہویں میں
معمّا یہ ہم پر کھلا غوثِ اعظم

تمہیں وصل بے فصل ہے شاہِ دیں سے
دیا حق نے یہ مرتبہ غوثِ اعظم

پھنسا ہے تباہی میں بیڑا ہمارا
سہارا لگا دو ذرا غوثِ اعظم

مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی
وہ ہے تیری دولت سرا غوثِ اعظم

مری مشکلوں کو بھی آسان کیجئے
کہ ہیں آپ مشکل کشا غوثِ اعظم

وہاں سر جھکاتے ہیں سب اونچے اونچے
جہاں ہے ترا نقشِ پا غوثِ اعظم

قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا
کہا ہم نے جس وقت یا غوثِ اعظم

مجھے پھیر میں نفسِ کافر نے ڈالا
بتا جائیے راستہ غوثِ اعظم

کھلادے جو مرجھائی کلیاں دلوں کی
چلا کوئی ایسی ہوا غوثِ اعظم

مجھے اپنی اُلفت میں ایسا گمادے
نہ پاؤں پھر اپنا پتا غوثِ اعظم

بچالے غلاموں کو مجبوریوں سے
کہ تو عبدالقادر ہے یا غوثِ اعظم

دکھادے ذرا مہرِ رُخ کی تجلی
کہ چھائی ہے غم کی گھٹا غوثِ اعظم

گِرانے لگی ہے مجھے لغزشِ پا
سنبھالو ضعیفوں کو یا غوثِ اعظم

لپٹ جائیں دامن سے اس کے ہزاروں
پکڑلے جو دامن ترا غوثِ اعظم

سروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے
تمہارا قدم ہے وہ یا غوثِ اعظم

دوائے نگاہے عطائے سخائے
کہ شد درد مالا دوا غوثِ اعظم

زہر روھر راہ رو یم بگرداں
سوئے خوشی راہم نما غوثِ اعظم

اسیرِ کمندِ ہوا ایم کریما
بہ بخشائے بر حالِ ما غوثِ اعظم

فقیرِ تو چشمِ کرم از تو دارد
نگاہے بحالِ گدا غوثِ اعظم

کمر بست بر خونِ من نفسِ قاتل
اغثنی برائے خدا غوثِ اعظم

گدا یم مگر از گدا یانِ شا ہے
کہ گو بندش اہلِ صفا غوثِ اعظم

اُدھر میں پیا موری ڈولت ہے نیا
کہوں کا سے اپنی بتھا غوثِ اعظم

بپت میں کٹی موری سگری عمریا
کرو مو پہ اپنی دَیا غوثِ اعظم

بھیو دو جو بیکنٹھ بگداد تو سے
کہو موری نگری بھی آ غوثِ اعظم

کہے کس سے جاکر حسنؔ اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوثِ اعظم

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت کی بہاریں

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرید کے بارے میں ایک جگہ ارشاد فرمایا:۔

☆ اگر میرا مرید مشرق میں کہیں بے پردہ ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں تو بھی میں اس کی ستر پوشی کرتا ہوں۔ (بہجۃ الاسرار)

☆ دوسری جگہ ارشاد فرمایا، اے میرے مرید! میرا دامن مضبوطی سے پکڑ لے اور مجھ پر پورا اعتماد رکھ میں تیری حمایت دنیا میں بھی کروں گا اور قیامت کے دن بھی۔

☆ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی نسبت کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص خود کو میری طرف منسوب کرے اور مجھ سے عقیدت رکھے تو اللہ تعالیٰ اُسے قبول فرما کر اس پر رحمت فرمائے گا اگر اس کے اعمال بُرے ہوں تو اسے توبہ کی توفیق دے گا ایسا شخص میرے مریدوں میں سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں، میرے سلسلے والوں، میرے پیروکاروں اور میرے عقیدت مندوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

☆ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدوں کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مرید پر ہے میں اپنے مرید پر اس طرح چھایا ہوا ہوں جس طرح زمین کا سایہ ہے مجھے اپنے پروردگار کے عزت و جلال کی قسم ہے کہ میرا قدم اس وقت تک جنت کو نہیں اُٹھے گا جب تک کہ میں سارے مریدوں کو جنت میں داخل نہ کرا لوں۔

☆ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ شیخ ابو القاسم عمر بزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت فرمایا کہ اگر کوئی شخص آپ کا ذکر زبان پر لائے لیکن اسے نہ تو آپ سے بیعت نصیب ہوئی ہو نہ خرقہ ملا ہو نہ خلافت عطا ہوئی ہو تو کیا وہ بھی اس زمرے میں آئیگا تو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا، جو شخص صرف میرے نام سے نسبت رکھے گا یا مجھ سے دل حسن اعتقاد رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیگا خواہ وہ مجھ سے کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔ اپنے پروردگار کی قسم! مجھ سے اللہ عزوجل نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میرے دوستوں، محبت کرنے والوں، نام پکارنے والوں اور حسن اعتقاد رکھنے والوں کو جنت میں داخل فرمائیگا۔ (بہجۃ الاسرار)

☆ اپنے مریدوں کو حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مژدہ جانفزا سناتے ہوئے فرماتے ہیں، قیامت تک میرے مریدوں سے جو گھوڑے پر سوار ہو اور پھسل پڑے میں اس کی مدد کرتا ہوں اور فرمایا کہ ہر زمانے میں میرا ایک زبردست مرید ہوتا ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا ہر لشکر میں ایک سلطان ہے کہ اس کی مخالفت نہیں کی جاسکتی اور ہر مرتبہ میں میرا ایک خلیفہ ہے جو معزول نہیں کیا جاسکتا۔ (اخبار الخیار)

☆ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی مشکل اور مصیبت میں مجھ سے فریاد کی وہ مصیبت جاتی رہی اور جس نے کسی سختی میں میرا نام پکارا وہ سختی دُور ہوگئی اور جو میرے وسیلے سے اللہ عزّوجل کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے گا وہ حاجت پوری ہوگی۔

☆ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا، جس نے میری (غوثِ پاک کی) نیاز کا کھانا کھایا ہو یا میری مجلس میں شریک ہوا ہو یا میری زیارت کی ہو تو اللہ عزّوجل اس کے عذاب قبر میں نرمی عطا فرمائے گا۔

☆ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، میرا مرید چاہے کتنا ہی گناہ گار ہو اُسے مرنے سے پہلے توبہ ضرور نصیب ہوگی۔

☆ ایک اور جگہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد منقول ہے کہ آپ نے فرمایا، جس کسی کا میرے مدرسے سے گزر ہوا قیامت کے روز اس کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ (طبقات الکبریٰ)

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے مریدوں پر رحمت و شفقت ملاحظہ ہو کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، مجھے حد نگاہ تک وسیع دفتر دیا گیا ہے جس پر میرے مریدوں اور قیامت تک آنے والے احباب کے نام لکھے ہوئے ہیں اور مجھے یہ بشارت دی گئی ہے کہ ان سب کو تمہاری نسبت کی وجہ سے بخش دیا گیا ہے میں نے داروغۂ جہنم سیّدنا مالک (علیہ السلام) سے جب اِستفسار کیا کہ کیا تمہارے پاس میرے احباب میں سے کوئی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا نہیں۔ خدا کی قسم! میرا دستِ حمایت میرے مریدوں پر اس طرح چھایا ہوا ہے جس طرح آسمان زمین پر سایہ کناں ہے۔ اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں الحمدللہ میں تو اعلیٰ مرتبہ ہوں۔ (زبدۃ الآثار۔ تفریح الخاطر)

☆ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، اللہ عزّوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تیرے کسی مرید کو جہنم میں داخل نہیں کروں گا تو جو کوئی اپنے آپ کو میرا مرید کہے میں اسے قبول کر کے اپنے مریدوں میں شامل کر لیتا ہوں اور اس کی طرف اپنی توجہ رکھتا ہوں میں نے منکر نکیر سے اس بات کا عہد لیا ہے کہ وہ قبر میں میرے مریدوں کو نہیں ڈرائیں گے۔ (مزکی النفوس)

گیارھویں شریف کی حقیقت و اہمیت

علامہ امام یافعی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں، گیارہویں کی اصل یہ تھی کہ حضرت غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چالیسویں شریف کا ختم شریف ہمیشہ گیارہ ماہ ربیع الآخر کو کیا کرتے تھے وہ نیاز اتنی مقبول ومرغوب ہوئی کہ اس کے بعد آپ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ختم شریف دلانے لگے آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز خود حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف مشہور ہوگئی آج کل لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک بھی گیارہ تاریخ کو کرتے ہیں۔ (قدوۃ الناظرہ وخلاصۃ المفاخرہ)

گیارہویں شریف دراصل اس ختم شریف (جس میں چند اعمالِ خیر انجام دیے جاتے ہیں) کا نام ہے جو حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ عزّ وجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس صدق وشوق کو قبول فرمایا کہ آپ کے وصال کے بعد گیارہ تاریخ آپ کے عرس مبارک کیلئے مخصوص ہوگئی۔

چنانچہ حضرت محمد بن جیون فرماتے ہیں، دیگر مشائخ کا عرس تو سال کے آخر میں ہوتا ہے لیکن غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین نے آپ کا عرس مبارک ہر مہینے کی گیارہ تاریخ کو مقرر فرمادیا ہے۔ (وجیز الصراط، ص ۸۳)

امام المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ہم نے اپنے امام وسردار، عارف کامل، شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہ کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یومِ عرس (یعنی گیارہویں شریف) کی محافظت و پابندی فرماتے دیکھا ہے علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور ومتعارف ہے۔

بیشک ہمارے ملک (ہندوستان) میں آج کل (عرس مبارک غوثِ پاک یعنی گیارہویں شریف کی) گیارہویں تاریخ مشہور ہے کہ امام عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اُنکے مشائخ بھی اسی تاریخ کو گیارہویں شریف کا ختم دلایا کرتے تھے۔ (ثبت السنۃ، ۱۲۴ تا ۱۲۷)

اسی طرح استاذ المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ اور شہر کے اکابر وغیرہ جمع ہوتے نمازِ عصر کے بعد مغرب تک قرآن شریف کی تلاوت کرتے اور سرکار غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں قصائد اور منقبت پڑھتے مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے آس پاس مریدین حلقہ بنالیتے اور ذکر جہر شروع ہوتا اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی اس کے بعد طعام وشیرنی جو نیاز ہوتی تقسیم کی جاتی اور نمازِ عشاء پڑھ کر لوگ رُخصت ہوتے۔

ان مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف کا اہتمام کرنا ہمارے اسلاف کا طریقہ رہا ہے اور علماء صلحاء نے گیارہویں شریف کے اہتمام کو ہمیشہ محبوب و مرغوب رکھا ہے اور اپنے معتقدین کو بھی فرمایا کہ گیارہویں شریف جیسے محمود و مستحسن فعل پر اپنے اسلاف کی پیروی کریں کہ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، **ما راہ المؤمنین حسنا فھو عند اللہ حسن** جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور پھر گیارہویں شریف محبوب و مستحسن عمل کیوں نہ قرار دی جائے کہ اس میں وہ اعمال انجام دیے جاتے ہیں جو اللہ عزوجل کے قرب ورضا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی اور حصولِ خیر و برکت اور حصولِ اجر و ثواب کا ذریعہ ہیں مثلاً گیارہویں شریف کی تقریب میں قرآن شریف کی تلاوت کی جاتی ہے جس کے بارے میں حدیثِ پاک میں فرمایا گیا کہ قرآن مجید پڑھنے والے کو ہر حروف کے بدلے دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں یعنی اگر قاری پڑھے **الٓمٓ** تو الف پر دس لام پر دس اور میم پر دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔

اسی طرح گیارہویں شریف میں دُرود و سلام پڑھا جاتا ہے اور بے شمار احادیثِ مبارکہ ہیں جن میں درود و سلام پڑھنے کے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں۔ حدیث مبارک ہے، جو شخص ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اُسے دس نیکیاں عطا فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے، دس درجات بلند فرماتا ہے اور بیس غزوات میں شمولیت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

یہی نہیں بلکہ گیارہویں شریف میں ذکر کی مجلس منعقد کی جاتی ہے جس میں کلمہ طیبہ اور دوسرے اذکار پڑھے جاتے ہیں وعظ و بیانات کے ذریعے فکرِ آخرت بیدار کی جاتی ہے گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت سکھائی جاتی ہے، قبر میں جانے سے پہلے اس کی تیاری پر تیار کیا جاتا ہے، جنت کی دلفریب وخوشنما باتوں سے دل مسرور اور جہنم کی ہولناکیوں سے آگاہ کیا جاتا ہے یہی وہ ذکر کی مجلس ہیں جن کے بارے میں حدیث مبارک ہے کہ یہ ذکر کی مجالس جنت کے باغات ہیں۔

اسی طرح گیارہویں شریف میں ارواحِ اولیاء کرام بالخصوص حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے تمام ارواح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ یہ ایصال ثواب بھی وہی ہے جو ہمارے آقائے نامدار، شفیعِ روزِ شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بولتی تو صدقہ کرتی تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کردوں تو اُسے ثواب پہنچے گا؟ اس پر حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہاں۔

یہی نہیں بلکہ حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا تیسرا دن تھا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ان کے پاس سوکھے چھوہارے، اونٹنی کا دودھ اور جَو کی روٹی تھی، اِن چیزوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھی اور یہ دعا پڑھی، **اللھم صل علیٰ محمّد انت لھا اھل و ھو لھا اھل** پھر اپنے ہاتھ اُٹھائے اور چہرۂ مبارک پر پھیرے اس کے بعد حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان چیزوں کو تقسیم کردو اور ان کا ثواب میرے فرزند ابراہیم کو پہنچے۔

اس حدیث مبارک سے ہمیں معلوم ہوا کہ کھانے پر ختم شریف پڑھنا اور تقسیم فرمادینا سنتِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے اور اس طعام وشیرینی کو تقسیم کرنے کا ثواب بھی ارواح کو پہنچتا ہے۔ چنانچہ گیارہویں شریف کے انعقاد کے موقع پر یہ مستحسن ومحمود عمل کیا جاتا ہے جس کے ذریعے سنت کا ثواب بھی حاصل ہوجاتا ہے اور ارواح کو ثواب بھی پہنچ جاتا ہے۔

گیارہویں شریف کا انعقاد وہ مبارک عمل ہے جس کے ذریعے اس کا اہتمام کرنے والے کو غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوب فیض حاصل ہوا کرتا ہے چنانچہ ارشادِ غوث الاعظم ہے، جس نے کسی سختی میں میرا نام پکارا وہ سختی دور ہوگئی اور جو میرے وسیلے سے اللہ عزّ وجل کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے گا وہ حاجت پوری ہوگی اور جس نے میری نیاز کا کھانا کھایا ہو یا میری مجلس میں شریک ہوا ہو یا میری زیارت کی ہو اللہ عزّ وجل اس کے عذابِ قبر میں نرمی عطا فرمائے گا۔

چنانچہ چاہئے کہ ان بزرگانِ دین کے طریقے کی ہم بھی پیروی کریں اور ربّ عزّ وجل اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے ساتھ ساتھ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خوب فیض حاصل کریں۔

شیطانی وسوسوں کا علاج

شیطان اکثر لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا کرتا ہے کہ اللہ عزّ وجل کے سوا کسی میں مُردے کو زندہ کرنے کی طاقت نہیں اس لئے حضور غوث الاعظم بھی (معاذاللہ) مردے کو زندہ نہیں کرسکتے اس سے متعلق واقعات جھوٹ پر مبنی ہیں۔ خدانخواستہ اگر یہ وسوسہ آئے تو غور کر لیجئے کہ بے شک زندگی اور موت اللہ عزّ وجل کے اختیار میں ہے لیکن اللہ عزّ وجل کے اذن سے اس کے مقرب بندے مردوں کو زندہ کرسکتے ہیں اللہ عزّ وجل نے ہی انہیں یہ طاقت وقدرت عطا فرمائی ہے دیکھئے قرآن پاک میں سورۂ آل عمران میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریضوں کو شفا دینے اور مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت کا اعلان فرمارہے ہیں:۔

وابری الا کمه و الار برص و احي الموتي باذن لله (سورۂ آل عمران:۴۹)

اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھوں اور سفید داغ والے (یعنی کوڑھی) کو اور میں مردے جلا تا ہوں اللہ کے حکم سے۔

اس آیتِ کریمہ سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ اللہ عزّ وجل اپنے مقبول بندوں کو طرح طرح کے اختیارات سے نوازتا ہے اور یقیناً یہ عقیدہ کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اللہ عزّ وجل کی عطا سے مُردے زِندہ کرسکتے ہیں یقیناً حکم قرآن کے مطابق ہے اور ایک سچا مسلمان یقیناً قرآن کے ہر ہر حکم پر یقین واعتقاد رکھتا ہے۔ اِسی طرح شیطان کی یہ بھی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ذہن میں یہ وسوسہ بٹھادے کہ اللہ عزّ وجل کے سوا کسی سے مدد مانگنی ہی نہیں چاہئے کیونکہ جب اللہ عزّ وجل مدد کرنے پر قادر ہے تو پھر اور کسی سے مدد مانگیں ہی کیوں۔

جب ایسا وسوسہ آئے تو چاہئے کہ شیطان کے اس وار کو توڑ دیں اور دل میں یہ یقین واعتقاد پیدا کریں کہ اللہ عزّ وجل نے کسی غیر سے مدد مانگنے کو ہرگز منع نہیں فرمایا۔ دیکھئے سورۂ تحریم میں ارشادِ ربانی ہے:۔

فا ان اللّٰہ هو موله و جبريل و صالح المؤمنين و الملٰئكة بعد ذالك ظهيره (سورۂ تحریم۔رکوع نمبر۱۹)

تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرائیل (علیہ السلام) اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مددگار ہوتے ہیں۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔

ان تنصرو اللّٰہ ينصركم (پ۲۶۔سورۂ محمد:۵)

اگر تم دینِ خدا کی مدد کروگے اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

اس آیتِ کریمہ پر غور کرنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ عزّ وجل کے دین کی مدد کیلئے صرف اللہ عزّ وجل ہی کافی تھا لیکن یہ اللہ عزّ وجل کی منشاء ہے کہ اس کے دین کیلئے مسلمان مدد کریں۔ چنانچہ ثابت ہوگیا کہ اللہ عزّ وجل کے سوا اور لوگ بھی اللہ عزّ وجل کے اذن سے مدد کرنے پر قادر ہیں چنانچہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ اللہ عزّ وجل کے مقرب اور خاص بندے ہیں اللہ عزّ وجل کی عطا سے مصیبت زدوں کی مصیبت دور کرنے اور حاجت مندوں کی حاجت پوری کرنے پر پوری قدرت و طاقت رکھتے ہیں

اگر شیطان دل میں یہ وسوسہ پیدا کرے کہ زندوں سے مدد مانگنا تو سمجھ میں آتا ہے مگر بعد مرنے کے بھلا مردہ کیا مدد کر سکتا ہے تو فوراً اس آیتِ کریمہ کے متعلق غور کریں جس میں اللہ عزّ وجل ارشاد فرماتا ہے:۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون (پ۲۔البقرہ:۳۰)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

غور کیجئے کہ شہدائے کرام کا زندہ ہونا قرآن سے ثابت ہے اگر اب صرف ان لوگوں کو ہی زندہ مانیں جو لوہے کی تلوار سے راہِ خدا میں مارے گئے تو پھر انبیاء کرام علیہم السلام اور سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہیں گے؟ دیکھئے تفسیر روح البیان میں اس آیتِ کریمہ کی تفسیر بیان کی کہ جو لوگ عشق الٰہی کی تلوار سے مقتول ہوئے وہ اس میں داخل ہیں (یعنی وہ شہداء کی طرح زندہ ہیں۔)

اب اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ راہِ خدا میں مومن لوہے کی تلوار سے مارا جائے یا عشق الٰہی کی تلوار سے بہر حال شہید ہوتا ہے اور شہید کبھی نہیں مرتا بلکہ زندہ ہوتا ہے لہٰذا انبیاء کرام اور اولیائے کرام اس آیتِ کریمہ کی رُو سے حیات ہیں اور پورا تصرف واختیار رکھتے ہیں دیکھئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی غوثِ اعظم کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، وہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں لہٰذا کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرف تصرف کرتے ہیں یعنی زندوں ہی کی طرح بااختیار ہیں۔ (ہمعات نمبر ۱۱)

چنانچہ شیطانی وسوسے کو جڑ سے کاٹ کر پھینک دیجئے اور اُسے بتا دیجئے کہ اللہ عزّ وجل کے مقرب بندے حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قبر شریف میں حیات ہیں اور ہم مُردے سے نہیں بلکہ زندوں سے مدد مانگتے ہیں اور انہیں اپنا مشکل کشا اور حاجت روا مانتے ہیں اور ان کا یہ اختیار اللہ عزّ وجل کی عطا سے ہے کہ بغیر اللہ عزّ وجل کی عطا کے کوئی نبی یا ولی ذرہ دینے پر قادر نہیں۔

شیطان ایک وسوسہ دل میں یہ بھی ڈالتا ہے کہ غیب کا علم صرف اللہ عزّ وجل کو ہے غوث الاعظم کو غیب کی خبر کیسے ہو سکتی ہے (معاذ اللہ) تو جب ایسا وسوسہ دل میں پیدا ہو تو قرآن پاک کی اس آیتِ کریمہ پر نظر ڈال لیجئے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے علم غیب کے متعلق ارشاد ہے:۔

وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذالک لا آیۃ ان کنتم مومنین

اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو (سورۂ آل عمران:۴۹)

بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

دیکھئے اس آیتِ کریمہ سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام غیب کا علم رکھتے تھے کہ اعلان فرما رہے ہیں کہ جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ بچا کر گھر میں رکھتے ہو مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ غور فرمائیے کہ یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے؟

معلوم ہوا کہ اللہ عزّ وجل کی عطا سے اس کے مقرب بندے غیب کا علم رکھتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ عزّ وجل کا علم ذاتی ہے اور اس کے مقرب بندوں کا عطائی ہے جو اُنہیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے بغیر اللہ عزّ وجل کے بتائے کوئی معمولی سا بھی علم رکھنے پر قادر نہیں چنانچہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ سیّد الاولیاء ہیں اور اللہ عزّ وجل کے بہت ہی محبوب و خاص بندے ہیں اپنے ربّ کی عطا سے غیب کا علم جو کچھ اللہ عزّ وجل نے انہیں دیا، رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں، اگر شریعت نے میرے منہ میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا کہ تم نے گھر میں کیا کھایا ہے اور کیا رکھا ہے تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہوں کیونکہ تم میری نظر میں شیشے کی طرح ہو۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا، اللہ عزّ وجل کے تمام شہر میری نظر میں اس طرح ہیں جیسے رائی کا دانہ۔

سبحان اللہ! چنانچہ معلوم ہو گیا کہ اللہ عزّ وجل بڑی طاقت و قدرت والا ہے اور کوئی اس کا ہمسر نہیں البتہ اس نے اپنی عطا سے اپنے مقرب بندوں انبیاء عظام، اولیائے کرام کو تمام تر تصرف و اختیار عطا فرمایا ہے جس سے یہ مصیبت زدوں کی مصیبت دور کر سکتے ہیں حاجت مندوں کی حاجت پوری کر سکتے ہیں اور اللہ عزّ وجل جو کہ عالم الغیب ہے اس نے اپنی عطا سے اپنے بندوں کو بھی علم عطا فرمایا ہے جسکے سبب سے یہ مقرب بندے اگلے پچھلے ظاہر پوشیدہ تمام تر حالات و واقعات سے خوب واقف و باخبر ہیں۔

کرامت کیا ہے ؟

کرامت اُس خرقِ عادت کو کہتے ہیں جس کا تصور عقلاً محال ہو یعنی کسی بھی قسم کے ظاہری اسباب کے ذریعے اس کام کا کرنا یا اس بات کا ظہور پذیر ہونا ناممکن ہو۔ اللہ عزّ وجل کی عطا سے اولیاء کرام سے ایسی باتیں صادر ہو جاتی ہیں اِسے ہی **کرامت** کہتے ہیں۔ نبی سے قبل از اعلانِ نبوت ایسی چیزیں ظاہر ہوں تو انہیں **ارہاص** کہتے ہیں اور بعد اعلانِ نبوت ظاہر ہوں تو **معجزہ** کہتے ہیں۔ عام مومنین سے اگر ایسی باتیں ظاہر ہوں اُسے **معونت** اور کسی ولی سے ظاہر ہوں تو **کرامت** کہتے ہیں اور اگر کسی کافر یا فاسق سے کوئی خرقِ عادت ظاہر ہو تو اُسے **استدراج** کہتے ہیں۔

خانقاہ میں ایک باپردہ خاتون اپنے مُنّے کو چادر میں لپٹائے، سینے سے چمٹائے زار و قطار رو رہی تھی۔ اتنے میں ایک مدنی مُنّا دوڑتا ہوا آتا ہے اور ہمدردانہ لہجے میں اُس خاتون سے رونے کا سبب دریافت کرتا ہے۔ وہ خاتون روتے ہوئے کہتی ہے، بیٹا! میرا شوہر اپنے لختِ جگر کے دیدار کی حسرت لئے دنیا سے رُخصت ہوگیا ہے۔ یہ بچہ اُس وقت پیٹ میں تھا اور اب یہی اپنے باپ کی نشانی اور میری زندگانی کا سرمایہ تھا۔ یہ بیمار ہوگیا میں اسے اِسی خانقاہ میں دَم کروانے لا رہی تھی کہ راستے میں اس نے دم توڑ دیا۔ میں پھر بھی بڑی اُمید لے کر یہاں حاضر ہوگئی کہ اس خانقاہ والے بُزرگ کی وِلایت کی ہر طرف دھوم ہے اور ان کی نگاہِ کرم سے اب بھی بہت کچھ ہوسکتا ہے مگر وہ مجھے صبر کی تلقین کر کے اندر تشریف لے جاچکے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ خاتون پھر رونے لگی۔ مدنی مُنّے کا دِل پگھل گیا اور اس رحمت بھری زَبان پر یہ الفاظ کھیلنے لگے، محترمہ! آپ کا مُنّا مرا ہوا نہیں بلکہ زندہ ہے، دیکھو تو سہی وہ حرکت کر رہا ہے۔ دُکھیاری ماں نے بے تابی کے ساتھ اپنے مُنّے کی لاش پر سے کپڑا اُٹھا کر دیکھا تو وہ سچ مچ زندہ تھا اور ہاتھ پیر ہلا کر کھیل رہا تھا۔ اتنے میں خانقاہ والے بزرگ اندر سے واپس تشریف لائے۔ بچے کو زندہ دیکھ کر ساری بات سمجھ گئے اور لاٹھی اُٹھا کر یہ کہتے ہوئے مدنی مُنّے کی طرف لپکے کہ تُو نے ابھی سے تقدیرِ خداوندی کے سَر بَستہ راز کھولنے شروع کر دیئے ہیں! مدنی مُنّا وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور وہ بزرگ اُس کے پیچھے دوڑنے لگے۔ مدنی مُنّا یکا یک قبرستان کی طرف مُڑا اور بلند آواز سے پکارنے لگا، اے قبر والو! مجھے بچاؤ۔ تیزی سے لپکتے ہوئے بزرگ اچانک ٹھٹھک کر رُک گئے کیونکہ قبرستان سے تین سو مُردے اُٹھ کر اُسی مدنی مُنّے کی ڈھال بن چکے تھے اور وہ مدنی مُنّا دُور کھڑا اپنا چاند سا چہرہ چمکاتا مسکرا رہا تھا۔ اُس بزرگ نے بڑی حسرت کیساتھ مدنی مُنّے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، بیٹا! ہم تیرے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے۔ اسلئے تیری مرضی کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں وہ مدنی مُنّا کون تھا؟ اُس مدنی مُنّے کا نام عبدالقادر تھا اور آگے چل کر وہ غوث الاعظم کے لقب سے مشہور ہوئے اور وہ بزرگ ان کے نانا جان حضرت سیّدنا عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابنِ ابو القاسم ہے　　　کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

ڈوبی ہوئی بارات

ایک بار سرکارِ بغداد حضور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ دریا کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں ایک نوے سال کی بڑھیا کو دیکھا جوزاروقطار رورہی تھی۔ ایک مُرید نے بارگاہِ غوثیت میں عرض کی، یامُرشِدی! اس ضعیفہ کا ایک اِکلوتا خوبرو بیٹا تھا بے چاری نے اُس کی شادی رچائی دُولہا نکاح کر کے دُلہن کو اِسی دریا میں کشتی کے ذریعہ اپنے گھر لا رہا تھا کہ کشتی اُلٹ گئی اور دولہا دلہن سمیت ساری بارات ڈوب گئی۔ اس واقعہ کو آج بارہ برس گزر چکے ہیں مگر ماں کا جگر ہے بے چاری کا غم جاتا نہیں ہے۔ یہ روزانہ یہاں دریا پر آتی ہے اور بارات کو نہ پاکر رودھو کر چلی جاتی ہے۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو اس ضعیفہ پر بڑا ترس آیا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اللہ عزّ وجل کی بارگاہ میں دعا کیلئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ چند منٹ تک کچھ بھی ظہور نہ ہوا۔ بے تاب ہو کر بارگاہِ الٰہی عزّ وجل میں عرض کی یا اللہ عزّ وجل! اِس قدر تاخیر کیوں؟ ارشاد ہوا، اے میرے پیارے! یہ تاخیر خلافِ تقدیر و تدبیر نہیں ہے۔ ہم چاہتے تو ایک حُکمِ کُن سے تمام زمین وآسمان پیدا کر دیتے مگر بمقتضائے حکمت چھ دن میں پیدا کئے۔ بارات ڈوبے بارہ سال بیت چکے ہیں۔ اب نہ وہ کشتی باقی رہی ہے نہ ہی اس کی کوئی سواری۔ تمام انسانوں کا گوشت وغیرہ بھی دریائی جانور کھا چکے ہیں۔ ریزہ ریزہ کو اجزائے جسم میں اِکھٹا کروا کر دوبارہ زندگی کے مرحلے میں داخل کر دیا ہے اب ان کی آمد کا وقت ہے۔ ابھی یہ کلام اختتام کو بھی نہ پہنچا تھا کہ یکا یک وہ کشتی اپنے تمام تر ساز وسامان کے ساتھ بمع دولہا دُلہن و باراتی سطحِ آب پر نمودار ہوگئی اور چند ہی لمحوں میں کنارے آ لگی۔ تمام باراتی سرکارِ بغداد رضی اللہ تعالی عنہ سے دعائیں لے کر خوشی خوشی اپنے گھر پہنچے۔ اس کرامت کو سن کر بے شمار کُفّار نے آ آ کر سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

(سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار)

نکالا تھا پہلے تو ڈوبے ہوؤں کو　　　اور اب ڈوبتوں کو بچا غوثِ اعظم

غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کنواں

ایک بار بغدادِ مُعلّٰی میں طاعون کی بیماری پھیل گئی اور لوگ دھڑا دھڑ مرنے لگے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اس مصیبت میں نَجات دلانے کی درخواست پیش کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا، ہمارے مدرسے کے اِرد گرد جو گھاس ہے وہ کھاؤ اور ہمارے مدرسے کے کنوئیں کا پانی پیو، جو ایسا کرے گا وہ اِن شاءَ اللہ عزَّ وجلَّ ہر مَرَض سے شِفا پائے گا۔ چنانچہ گھاس اور کنوئیں کے پانی سے شفا ملنی شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ بغداد شریف سے طاعون ایسا بھاگا کہ پھر کبھی پلٹ کر نہ آیا۔ طبقات الکبریٰ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد بھی نقل کیا گیا ہے، جس کسی کا میرے مدرسے سے گزر ہوا قیامت کے روز اُس کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

گناہوں کے اَمراض کی بھی دوا دو مجھے اب عطا ہو شِفا غوثِ اعظم

ستّر بار اِحتلام

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مرید ایک ہی رات میں نئی نئی عورت کے سبب ستر بار مُحتلِم ہوا۔ صبح غسل سے فارغ ہوکر اپنی پریشانی کی فریاد لیکر اپنے مرشدِ کریم حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قبل اسکے کہ وہ کچھ عرض کرے۔ سرکارِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ہی فرمایا، رات کے واقعہ سے مت گھبراؤ، میں نے رات لوحِ محفوظ پر نظر ڈالی تو تمہارے بارے میں ستر عورتوں کے ساتھ زِنا کرنا مقدر تھا۔ میں نے بارگاہِ الٰہی عزَّ وجلَّ میں اِلتجا کی کہ وہ تیری تقدیر کو بدل دے اور ان گناہوں سے تیری حفاظت فرمائے۔ چنانچہ ان سارے واقعات کو خواب میں احتلام کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا۔ (زُبدۃُ الآثار)

ترے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے ترے ہاتھ ہے لاج یا غوثِ اعظم

عظیم الشان کرامت

ابو المظفر نامی ایک تاجر نے حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذِ مکرم حضرت سیّدنا شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا، حضور! میں سو اشرفیاں اور اتنی ہی قیمت کا سامان لے کر تجارت کیلئے قافلہ کے ہمراہ ملک شام جارہا ہوں۔ آپ سے دُعا کی درخواست ہے۔ سیّدنا شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تم اپنا سفر ملتوی کردو۔ اگر گئے تو ڈاکو سارا مال بھی لوٹ لیں گے اور تمہیں بھی قتل کرڈالیں گے۔ تاجر یہ سن کر بڑا پریشان ہوا۔ اِسی پریشانی کے عالم میں واپس آرہا تھا کہ راستے میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے۔ پوچھا، کیوں پریشان ہو؟ اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا، پریشان نہ ہو، شوق سے ملکِ شام کا سفر کرو، اِن شاءَ اللہ عزّ وجلّ سب بہتر ہوجائے گا۔ چنانچہ وہ قافلے کے ساتھ روانہ ہوگیا اُسے کاروبار میں بہت نفع ہوا۔ وہ ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی لئے حلب پہنچا۔ اتفاقاً وہ اشرفیوں کی تھیلی کہیں رکھ کر بھول گیا۔ اِسی فکر میں نیند نے غلبہ کیا اور سوگیا۔ نیند میں اُس نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا کہ ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کرکے سارا مال لوٹ لیا ہے اور اسے بھی قتل کرڈالا ہے۔ خوف کے مارے اُس کی آنکھ کھل گئی۔ گھبرا کر اُٹھا تو وہاں کوئی ڈاکو وغیرہ نہ تھا۔ اب اُسے یاد آیا کہ اشرفیوں کی تھیلی اس نے فُلاں جگہ رکھی ہے، جھٹ وہاں پہنچا تو تھیلی مل گئی۔ خوشی خوشی بغداد شریف واپس آیا۔ اب سوچنے لگا کہ پہلے غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملوں یا شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے؟ اتفاقاً راستے میں ہی سیّدنا شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے اور دیکھتے ہی فرمانے لگے، پہلے جاکر غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملو کہ وہ محبوبِ ربانی ہیں۔ اُنہوں نے تمہارے حق میں ستّر بار دعا مانگی تھی تب کہیں جاکر تمہاری تقدیر بدلی جس کی میں نے خبر دی تھی۔ اللہ عزّ وجلّ نے تمہارے ساتھ ہونے والے واقعہ کو غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی بَرَکت سے بیداری سے خواب میں منتقل کردیا۔ چنانچہ وہ بارگاہِ غوثیت مآب میں حاضر ہوا۔ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھتے ہی فرمایا، واقعی میں نے تمہارے لئے ستّر مرتبہ دعا مانگی تھی۔ (زُبدۃُ الآثار)

سانپ نُما جِنّ

ایک بار ولیوں کے سردار، سرکارِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مدرسے کے اندر اجتماع میں بیان فرما رہے تھے کہ چھت پر سے ایک بڑا سانپ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گرا۔ سامعین میں بھگدڑ مچ گئی۔ ہر طرف خوف و ہراس پھیل گیا مگر سرکارِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ سانپ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑوں میں گھس گیا اور تمام جسم مبارک پر لپٹتا ہوا گریبان شریف سے باہر نکلا اور گردن مبارک پر لپٹ گیا مگر قربان جائیے میرے مرشد شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ گھبرائے نہ ہی بیان بند کیا۔ اب سانپ زمین پر آ گیا اور دُم پر کھڑا ہو گیا اور کچھ کہہ کر چلا گیا۔ لوگ جمع ہو گئے اور عرض کرنے لگے، حضور! سانپ نے آپ سے کیا بات کی؟ ارشاد فرمایا، سانپ نے کہا، میں نے بہت سارے اولیاءُ اللہ کو آزمایا مگر آپ جیسا کسی کو نہیں پایا۔ (کراماتِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جسے شک ہو وہ خضر سے پوچھ دیکھ   تری مجلسوں کا سماں غوثِ اعظم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا دَم بھرنے والو! اس حکایت سے ہمیں یہ بھی درس ملتا ہے کہ مبلغ کو نِڈر رہنا چاہئے۔ کیسی ہی مصیبت آئے، کوئی کتنا ہی پریشان کرے مگر درس، بیان اور نیکی کی دعوت ترک نہیں کرنی چاہئے۔ لوگ کم ہوں یا زیادہ، توجہ سے سنیں یا بے توجہی کے ساتھ، خواہ اُٹھ اُٹھ کر جا رہے ہوں مبلغ کو دل بڑا رکھنا چاہئے۔ طبقاتِ خرقہ میں ہے، حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۵۲۰ھ میں بغداد شریف کے شہر پناہ کے پاس بیان کا آغاز فرمایا۔ شروع شروع میں ایک یا دو اور زیادہ سے زیادہ تین آدمی شریک ہوتے تھے مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عزم و استقلال کے ساتھ لوگوں کی بے توجہی کے باوجود بیان فرماتے رہے بالآخر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اِخلاص رنگ لایا اور رفتہ رفتہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتماع بڑھنا شروع ہو گیا اور خلقِ کثیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے مستفیض ہونے لگی۔

جِنّ کی توبہ

حضور شہنشاہِ بغداد سرکارِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک بار میں جامع منصوری میں مصروفِ نماز تھا کہ وہی سانپ آ گیا اور اس نے میرے سجدے کی جگہ پر سر رکھ کر منہ کھول دیا۔ میں نے اُسے ہٹا کر سجدہ کیا۔ مگر وہ میری گردن پر لپٹ گیا پھر وہ میری ایک آستین میں گھس کر دوسری آستین سے نکلا۔ نماز مکمل کرنے کے بعد جب میں نے سلام پھیرا تو وہ غائب ہو گیا۔ دوسرے روز جب میں پھر اُسی مسجد میں داخل ہوا تو مجھے ایک بڑی بڑی آنکھوں والا آدمی نظر آیا میں نے اُسے دیکھ کر اندازہ لگا لیا کہ یہ شخص انسان نہیں بلکہ کوئی جن ہے۔ وہ جن مجھ سے کہنے لگا کہ میں وہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنگ کرنے والا سانپ ہوں۔ میں نے سانپ کے رُوپ میں بہت سارے اولیاءُ اللہ کو آزمایا ہے مگر آپ جیسا کسی کو بھی ثابت قدم نہیں پایا۔ پھر وہ جن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ حق پرست پر تائب ہو گیا۔ (کراماتِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ہوئے دیکھ کر تجھ کو کافر مسلماں   بنے سنگدل موم ساں غوثِ اعظم

شیطان کا خطرناک وار

سرکارِ بغداد حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں جنگل کی طرف نکل گیا کئی روز تک وہاں پڑا رہا۔ کھانے پینے کو کچھ بھی نہ ہوتا تھا۔ مجھ پر پیاس کا سخت غلبہ تھا۔ میرے سر پر ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا، اس میں سے کچھ بارش کے قطرے گرے جسے میں نے پانی پی لیا۔ اسکے بعد بادل میں ایک نورانی صورت ظاہر ہوئی جس سے آسمان کے کنارے روشن ہو گئے اور ایک آواز گونجنے لگی، اے عبدالقادر! میں تیرا ربّ ہوں میں نے تمام حرام چیزوں کو تیرے لئے حلال کر دیا۔ میں نے فوراً اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھا۔ فوراً روشنی ختم ہوگئی اور اُس نے دھوئیں کا رُوپ دھار لیا اور آواز آئی، اے عبدالقادر! اس سے قبل میں ستر اولیاءُ اللہ کو گمراہ کر چکا ہوں مگر تجھے تیرے علم نے بچالیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے کہا، اے مردود! مجھے میرے علم نے نہیں بلکہ میرے ربّ عزّ وجل کے فضل نے بچالیا۔ (بہجۃ الاسرار)

ہوں ایمان کے ساتھ دنیا سے رُخصت یہی عرض کے آخری غوثِ اعظم

شیطان کی درخواست

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ایک نہایت خوفناک صورت والا شخص جس سے بدبو کے بھبکے اُٹھ رہے تھے آکر میرے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، میں ابلیس ہوں اور آپ کی خدمت کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں کیونکہ آپ نے مجھے اور میرے چیلوں کو تھکا دیا ہے۔ میں نے کہا، دَفع ہو۔ اس نے انکار کیا۔ اتنے میں غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے اسکے سر پر ایسی زوردار ضرب لگائی کہ وہ زمین میں دھنس گیا مگر پھر اس نے آگ کا شعلہ ہاتھ میں لیکر مجھ پر حملہ کر دیا۔ اتنے میں سفید گھوڑے پر سوار ایک صاحب آگئے جن کا منہ بندھا ہوا تھا اُنہوں نے مجھے تلوار دی۔ یہ دیکھ کر شیطان بھاگ کھڑا ہوا۔ (بہجۃ الاسرار)

بادلوں سے کہیں رُکتی ہے کڑکتی بجلی ڈھالیں چھٹ جاتی ہیں اُٹھتا ہے جو تیغا تیرا

جِنّات کا بادشاہ

بشیر بن محفوظ کا بیان ہے، ایک بار میری لڑکی فاطمہ گھر کی چھت پر سے یکا یک غائب ہوگئی۔ میں نے پریشان ہوکر سرکارِ بغداد حضور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوکر فریاد کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا، کَرخ جا کر وہاں کے وِیرانے میں رات کے وقت ایک ٹیلے پر اپنے اِردگرد حصار (یعنی دائرہ) باندھ کر بیٹھ جاؤ۔ وہاں میرا تصوُّر باندھ لینا اور بسم اللہ کہہ لینا۔ رات کے اندھیرے میں تمہارے اِردگرد جنات کے لشکر گزریں گے، اُن کی شکلیں عجیب وغریب ہونگی، اُنہیں دیکھ کر ڈرنا نہیں، سحری کے وقت جنات کا بادشاہ تمہارے پاس حاضر ہوگا اور تم سے تمہاری حاجت دریافت کرے گا۔ اُس سے کہنا، مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بغداد سے بھیجا ہے تم میری لڑکی کو تلاش کرو۔ چنانچہ میں کَرخ کے ویرانے میں چلا گیا اور حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا۔ رات کے سنّاٹے میں خوفناک جِنّات میرے حصار کے باہر گزرتے رہے۔ جنات کی شکلیں اس قدر ہیبت ناک تھیں کہ مجھ سے دیکھی نہ جاتی تھیں۔ سحری کے وقت جنات کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا اُس کے اِردگرد بھی جنات کا ہجوم تھا۔ حِصار کے باہر ہی سے اُس نے میری حاجت دریافت کی۔ میں نے بتایا کہ مجھے حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اتنا سننا تھا کہ ایک دَم وہ گھوڑے سے اُتر آیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ دوسرے سارے جن بھی دائرے کے باہر بیٹھے گئے۔ میں نے اپنی لڑکی کی گمشدگی کا واقعہ سنایا۔ اُس نے تمام جنات میں اِعلان کیا کہ لڑکی کو کون لے گیا ہے؟ چند ہی لمحوں میں جنات نے ایک چینی جن کو پکڑ کر بطورِ مجرم حاضر کر دیا۔ جنات کے بادشاہ نے اُس سے پوچھا، قطبِ وقت کے شہر سے تم نے لڑکی کیوں اُٹھائی؟ وہ کانپتے ہوئے بولا، عالی جاہ! اُسے دیکھتے ہی اس پر عاشق ہوگیا تھا۔ بادشاہ نے اُس چینی جن کی گردن اُڑانے کا حکم صادر کیا اور میری پیاری بیٹی میرے سپرد کردی۔ میں نے جنات کے بادشاہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا، ماشاءَ اللہ! آپ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے حد چاہنے والے ہیں۔ اس پر وہ بولا، خدا عزّ وجل کی قسم! جب حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری طرف نظر فرماتے ہیں تو تمام جنات تھر تھر کانپنے لگتے ہیں۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی قطبِ وقت کا تعیّن فرماتا ہے تو تمام جنّ واِنس اُس کے تابع کردیئے جاتے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار)

تھر تھراتے ہیں سبھی جنات تیرے نام سے ہے ترا وہ دبدبہ یا غوثِ اعظم دستگیر

دل مُٹھی میں ھیں

حضرتِ سیّدنا عمر بن بزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ایک بار جمعۃ المبارک کے روز میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جامع مسجد کی طرف جارہا تھا، میرے دل میں خیال آیا کہ حیرت ہے جب بھی میں مرشِد کے ساتھ جمعہ کو مسجد کی طرف آتا ہوں تو سلام ومصافحہ کرنے والوں کی بھیڑ بھاڑ سے گزرنا مشکل ہوجاتا ہے مگر آج کوئی نظر تک اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔ میرے دل میں اس خیال کا آنا ہی تھا کہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور بس پھر کیا تھا! لوگ لپک لپک کر سرکارِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصافحہ کرنے کیلئے آنے لگے۔ یہاں تک کہ میرے اور مرشدِ کریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ایک ہجوم حائل ہوگیا۔ میرے دل میں آیا کہ اس سے تو وہی حالت بہتر تھی۔ دل میں یہ خیال آتے ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا، اے عمر! تم ہی تو ہجوم کے طلبگار تھے، تم جانتے نہیں کہ لوگوں کے دل میری مُٹھی میں ہیں اگر چاہوں تو اپنی طرف مائل کرلوں اور چاہوں تو دُور کردوں۔ (زُبدۃُ الآثار)

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر　　　که یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

المدد یا غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت بشر قرظی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں بمع چودہ شکر سے لدّے ہوئے اونٹوں کے ایک تجارتی قافلے کے ساتھ تھا۔ ہم نے رات ایک خوفناک جنگل میں پڑاؤ کیا۔ رات کے ابتدائی حصے میں میرے چار لدے ہوئے اونٹ لا پتا ہوگئے جو تلاشِ بیسار کے باوجود نہ ملے۔ قافلہ بھی کوچ کر گیا، شُتر بان میرے ساتھ رُک گیا۔ صبح کے وقت مجھے اچانک یاد آیا کہ میرے پیر و مرشد سرکارِ بغداد حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب بھی تو کسی مصیبت میں مبتلا ہوجائے تو مجھے پکار اِن شاءَ اللہ عزوجل وہ مصیبت جاتی رہے گی چنانچہ میں نے یوں فریاد کی، یا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے اونٹ گم ہوگئے ہیں۔ یکا یک جانبِ مشرق ٹیلے پر مجھے سفید لباس میں ملبوس ایک بزرگ نظر آئے جو اِشارے سے مجھے اپنی جانب بُلا رہے تھے۔ میں اپنے شتربان کو لے کر جوں ہی وہاں پہنچا کہ یکا یک وہ بزرگ نگاہوں سے اوجھل ہوگئے۔ ہم اِدھر اُدھر حیرت سے دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک وہ چاروں گمشدہ اونٹ ٹیلے کے نیچے بیٹھے ہوئے نظر آئے، پھر کیا تھا ہم نے فوراً انہیں پکڑ لیا اور اپنے قافلے سے جا ملے۔

سیّدنا شیخ ابوالحسن علی خباز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب گمشدہ اونٹوں والا واقعہ بتایا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ مجھے حضرت شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں نے سیّدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا ہے، جس نے کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کی وہ مصیبت جاتی رہی، جس نے کسی سختی میں میرا نام پکارا وہ سختی دُور ہوگئی، جو میرے وسیلے سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے وہ حاجت پوری ہوگی۔ جو شخص دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ھواللہ شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود و سلام بھیجے پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چل کر میرا نام پکارے اور اپنی حاجت بیان کرے اِن شاءَ اللہ عزوجل وہ حاجت پوری ہوگی۔ (بہجۃ الاسرار)

آپ جیسا پیر ہوتے کیا غرض در در پھروں　　　آپ سے سب کچھ ملا یا غوثِ اعظم دستگیر

مُرشد کامل کی بیعت اور اس کی اہمیت

اللہ عزوجل قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے، بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا۔ (سورۃ الاعلیٰ)

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو فلاح و کامیابی کے طالب ہیں انہیں چاہئے کہ اپنے نفس و باطن کو پاک و صاف کرنے کا اہتمام کریں ایسا کرنے سے وہ فلاح کے راستے پر گامزن ہو جائیں گے اور کامرانی ان کے قدم چومے گی۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تزکیہ نفس و تصفیہ باطن حاصل کرنے کا طریقہ کیسے معلوم ہو تو اس کا جواب یہی ہے کہ جس طرح کوئی فن سیکھنے کیلئے اس فن کے استاد کی ضرورت پڑتی ہے اور استاد کی شاگردی اختیار کئے بغیر وہ فن نہیں سیکھا جا سکتا بالکل اسی طرح مرشدِ کامل کی بیعت کے بغیر قلب و نفس کی صفائی ناممکن ہے ایسا شخص جو کسی پیرِ کامل سے بیعت نہیں ہوتا شیطان کے گمراہ کن جال میں پھنس کر رہ جاتا ہے شیطانی وسوسے اُسے پریشان کرتے رہتے ہیں قدم قدم پر شیاطین جن و انس اور نفس امارہ کے فریب سے دوچار ہو جاتا ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی تزکیہ نفس و تصفیہ باطن کیلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن رحمت تھاما، اپنے مرشد کامل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت ہوئے اور اپنے لئے فلاح و کامیابی کا راستہ چُن لیا۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ مرشدِ کامل کی صحبت قلب کی صفائی و پاکیزگی اور معرفتِ الٰہی کے حصول کا واحد ذریعہ ہے چنانچہ ضروری ہے کہ کسی مرشدِ کامل کا دامن پکڑا جائے۔

ولی کامل قاری مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیعتِ مرشد سے متعلق کیا خوبصورت بات کہی ہے، فرماتے ہیں، انجن یہ نہیں دیکھتا کہ اسکے پیچھے فرسٹ کلاس کا ڈبہ ہے یا تھرڈ کلاس کا وہ تو اپنی طاقت کے مطابق سب کو کھینچ لیتا ہے بشرطیکہ اس سے کڑی مضبوط ملی ہو اسی طرح مسلمان گویا ریل کے ڈبے ہیں اور اولیاءُ اللہ ان کی مضبوط کڑیاں اور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کے آقا و رہبر۔ پس اگر ہم نے اولیاء اللہ کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیا تو اِن شاءَ اللہ عزوجل ضرور منزلِ مقصود پر پہنچیں گے۔

ضرورت بیعت کی اہمیت ہم اس مثال سے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جس طرح دُنیا کے مال و دولت جو ہم جمع کرتے ہیں جب اس مال کے لُٹنے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے تو ہماری یہی کوشش ہوتی ہے اپنا مال کسی ایسے شخص کے پاس رکھوا دیں جو اس کی حفاظت ہم سے بہتر طور پر کر سکتا ہو اور چور بھی اس سے مال چھیننے میں کامیاب نہ ہو سکے بالکل اسی طرح ایک مسلمان اس دنیا میں اپنی زندگی ایمان اور نیکیوں کی دولت جمع کرنے میں گزار دیتا ہے اور جب راہِ آخرت کی طرف جانے کا وقت آتا ہے تو شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ مسلمان کے اس قیمتی خزانے کو لوٹ لے تاکہ وہ جاتے وقت نیکیوں اور ایمان کے اس قیمتی خزانے سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ناکام و نامراد ہو کر لوٹے۔ چنانچہ چاہئے کہ دنیا کے مال کی طرح یہ اُخروی خزانہ بھی محفوظ ہاتھوں میں دے دیا جائے تاکہ شیطان اسے لوٹنے میں کامیاب نہ ہو سکے چنانچہ مرشدِ کامل کی ہی ذات ہے جو ہمارے ایمان کے خزانے کی حفاظت بخوبی کر سکتی ہے۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں کہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نزع کا جب وقت آیا تو شیطان آیا کیونکہ شیطان اس وقت بھرپور کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کا ایمان سلب ہو جائے۔ چنانچہ اس نے پوچھا، اے رازی! تم نے ساری عمر مناظروں میں گزاری بتاؤ تمہارے پاس خدا کے وجود کی کیا دلیل ہے؟ آپ نے ایک دلیل دی وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا ہے اس نے وہ دلیل علم کے زور پر توڑ دی۔ آپ نے دوسری دلیل دی اس نے وہ بھی توڑ دی یہاں تک کہ آپ نے 360 دلیلیں قائم کیں اور اس نے وہ سب توڑ دیں آپ سخت پریشان و مایوس ہوئے شیطان نے کہا، اب بول خدا کو کیسے مانتا ہے؟ آپ کے پیر و مرشد حضرت نجم الدین کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے میلوں دور کسی مقام پر وضو فرما رہے تھے اور چشم باطن سے یہ مناظرہ بھی دیکھ رہے تھے آپ نے وہاں سے آواز دی اے رازی! کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں خدا کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں۔ امام رازی نے یہ کہا اور حالتِ ایمان میں جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (ملفوظات چہارم)

اس عظیم الشان واقعے سے مرشد کی بیعت کی اہمیت روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی خود قرآنِ پاک میں اس کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیا گیا ہے ارشادِ خداوندی ہے، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔ (سورۂ مائدہ:۳۵)

اس آیتِ مقدسہ میں وسیلہ سے مراد ایمان نہیں ہوسکتا کیونکہ اس آیتِ کریمہ میں خطاب ہی ان لوگوں کو کیا گیا ہے جو اہلِ ایمان ہیں وسیلہ سے مراد عملِ صالحہ بھی نہیں ہوسکتے کیونکہ تقویٰ میں اعمالِ صالحہ شامل ہیں پس وسیلہ سے مراد مرشدِ کامل کی بیعت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی بات القول الجمیل میں بیان فرمائی۔ لسان العرب میں ہے، وسیلہ وہ ہے جس کے ذریعے کسی تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے یہ وسیلہ علماءِ حقیقت و مشائخ طریقت ہیں۔ (تفسیر الجواہر)

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بیعت کیا کرتے تھے کبھی ہجرت پر کبھی جہاد پر کبھی اطاعت و فرمانبرداری پر کبھی ارکانِ اسلام پر قائم رہنے پر کبھی گناہوں کے ترک کرنے پر۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ بیعت لینا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور بیعت ہونا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں سے صرف کلام کے ذریعے بیعت لیتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ مبارک کبھی کسی اجنبی عورت کے ہاتھ سے مَس نہ ہوا۔ (بخاری شریف)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے، بیشک جو لوگ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں اِسی لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت اللہ تعالیٰ سے بیعت ہے یعنی خلیفہ سے بیعت اصل سے بیعت ہوتی ہے لہٰذا مرید بھی اپنے مرشد کامل کے واسطے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کرتا ہے۔

واضح ہوا، اللہ عزّ وجل کی طرف وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وسیلہ مشائخ کرام اور اس طرح سلسلہ بہ سلسلہ۔ بروزِ قیامت اللہ عزّ وجل کے حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفیع ہوں گے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور علماء اولیاء اپنے اپنے مریدوں کی شفاعت کریں گے یہی مرشدِ کامل دنیا و دین نزع و قبر و حشر سب جگہ اپنے مریدوں کی امداد فرمائے گا حالتِ نزع ہو یا منکر نکیر کے سوالات کا وقت حشر و نشر کا موقع ہو یا حساب و میزان پر اعمال تولے جانے کا وقت پلِ صراط سے گزرنا ہو یا کوئی اور کٹھن منزل طے کرنی ہو مرشدِ کامل اپنے مریدوں کی تمام حالت پر مطلع ہوگا غرض یہ کہ مرشدِ کامل سے بیعت ہر مصیبت و سختی میں کام آتی ہے چنانچہ سلسلہ در سلسلہ بہ فیض مرشد کامل سے مرید تک پہنچتا ہے۔

غرض یہ کہ خوش بخت ہے وہ مرید جس نے حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کا پٹا اپنے گلے میں ڈال لیا اور اگر یہ پٹا قائم رہے تو اِن شاءَ اللہ نفس بھی نہ بہک سکے گا اور فلاح و کامیابی اس کا نصیب بن جائے گی چنانچہ چاہئے کہ محبوبانِ خدا کے غلاموں میں اپنا نام لکھوائیں اور ان کے سلسلے سے متصل ہو جائیں کہ یہ عین سعادت ہے۔

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

نمازِ غوثیہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نمازِ غوثیہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں،

حسنِ نیت ہو تو خطا تو کبھی کرتا ہی نہیں   آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

یہ وہ نماز ہے جس کو علمائے کرام نے ہر حاجت کی تکمیل کیلئے اکسیر قرار دیا ہے اور برس ہا برس سے علماء کرام و اولیائے عظام کا معمول رہا ہے کہ وہ ہر حاجت کیلئے اس نماز کو ادا فرمایا کرتے تھے اور مقصود پالیا کرتے تھے۔

نمازِ غوثیہ ادا کرنے کا طریقہ

مغرب کی نماز کے تین فرض اور سنتیں پڑھ کر دو رکعت نفل ادا کیجئے بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں سلام پھیرنے کے بعد اللہ عزّ وجل کی حمد و ثنا کریں پھر سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار دُرود وسلام عرض کریں اور گیارہ بار کہیں:۔

یا رسول اللہ، یا نبی اللہ اغثنی و امدُدنی فی قضاءِ حاجتی یا قاضی الحاجات

یارسول اللہ، یا نبی اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجئے،

میری حاجت پوری ہونے میں اے تمام حاجتوں کو پورا کرنے والے۔

پھر عراق شریف (بغداد معلیٰ) کی جانب گیارہ قدم چلیں ہر قدم پر یہ کہیں:۔

یا غوث الثقلین و عریم اطرفین اغثنی و امددنی فی قضآء حاجتی یا قاضی الحاجات

اے جن وانس کے فریادرس اور اے (ماں باپ) دونوں کی طرف سے بزرگ میری فریاد کو پہنچئے

اور میری مدد کیجئے میری حاجت پوری ہونے میں اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

اس کے بعد تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے اللہ عزّ وجل سے دعا کریں اِن شاءَ اللہ عزّ وجل ضرور کامیابی ہوگی۔

(بہارِ شریعت بحوالہ بہجۃ الاسرار)

ختمِ غوثیہ

ختم غوثیہ شریف ہر مصیبت و پریشانی کو دُور کرنے کیلئے اور ہر حاجت کی تکمیل کیلئے بہت ہی مجرب عمل ہے یہ عمل کرنے والا کبھی نامرادنہیں لوٹتا۔

ختمِ غوثیہ کا طریقہ

ختم شریف بہتر ہے کہ بعد نمازِ عشاء پڑھا جائے اس کے پڑھنے کا اہتمام پاک وصاف اور خوشبو سے معطر جگہ پر کیا جائے کپڑے بھی پاک صاف ہوں اور خود بھی باوضو شریک ہوں اگر بطور خاص تازہ غسل کرکے شامل ہوں تو بہت ہی زیادہ بابرکت ہوگا اس کے بعد.....

(۱) دُرودِپاک (۲) کلمہ تمجید (۳) یا شیخ عبد القادر جیلانی شیأ لِلّٰہ المدد فی سبیل اللّٰہ

(٤) سورۂ الم نشرح (٥) سورۂ یٰسین (٦) اللّٰھم یا باقی انت الباقی (۷) اللّٰھم یا ھادی انت الھادی

(۸) اللّٰھم یا کافی انت الکافی (۹) اللّٰھم یا معافی انت المعافی

(۱۰) یا غوث اغثنی باذن للّٰہ المدد فی سبیل اللّٰہ (۱۱) حضرت شاہ محی الدین مشکل کشا بالخیر

(۱۲) اللّٰھم یا قاضی الحاجات (۱۳) اللّٰھم یا دافع البلیات (۱٤) اللّٰھم یا دافع الدرجات

(۱٥) اللّٰھم یا مجیب الدعوات (۱٦) اللّٰھم یا شافی الامراض (۱۷) اللّٰھم یا حل المشکلات

(۱۸) اللّٰھم یا منزل البرعات (۱۹) اللّٰھم یا کافی المھمات (۲۰) اللّٰھم یا معطی الخیرات و الحسنات (۲۱) فسھل یا الٰھی کل صعب بحرمة سیّد الابرار (۲۲) سورۂ اخلاص

(۲۳) صلی اللّٰہ علیك یا رسول اللّٰہ الصلوٰة و السلام علیك یا رسول اللّٰہ

(۲٤) حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر

(۲٥) لا اِلٰہ اِلا انت سبحانك انی کنت من الظلمین (۲٦) کلمہ تہلیل آخر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۲۷) بسم اللہ شافی (۲۸) بسم اللہ معافی (۲۹) امداد کن امداد کن از بندِ غم آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا غوثِ اعظم بہر خدا

(۳۰) دُرود شریف۔

مندرجہ بالا تمام کلمات میں سے ہر ایک کا وِرد ایک سو گیارہ بار کیا جائے البتہ سورۂ یٰسین صرف ایک بار پڑھی جائے۔ ختم غوثیہ شریف ختم کرنے کے بعد قل شریف پڑھا جائے پھر صاحبِ مجلس کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں دعائے خیر کی جائے ہر آدمی اپنی مراد کا تصوّر دل میں اللہ عزّ وجل کے ساتھ قائم رکھے اِن شاءَ اللہ عزّ وجل بامراد ہوگا۔

یا شیخ عبد القادر جیلانی شیأً للّٰہ

یہ مجرب عمل بڑے بڑے جلیل القدر اولیاء کرام کا وظیفہ رہا ہے، اس کی برکت سے سخت مشکل بھی حل ہو جاتی ہے اور مراد برآتی ہے اور اس کا وسیلہ قربِ الٰہی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے ختم شریف کا طریقہ یوں تحریر فرمایا ہے، اوّل دو رکعت نفل پڑھیں پھر ایک سو بار دُرودِ پاک اور ایک سو بار کلمہ تمجید پڑھیں اس کے بعد ایک سو بار یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأً للّٰہ پڑھیں پھر آخر میں دو رکعت نفل پڑھ کر ایک سو گیارہ بار دُرودِ پاک پڑھیں۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء)

اختتامیہ

الحمدللہ! حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض کرم سے اس کتاب کی تالیف تمام ہوئی گو کہ کہنے کو تمام ہوئی مگر حقیقت یہ ہے کہ غوث الاعظم دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ جلیل القدر بزرگ ہستی ہیں جن کے اعلیٰ صفات و کمالات اور جن کے مناقب وفضائل بیان کرنا سورج کو چراغ دِکھانے کے مترادف ہے۔ اس ناچیز نے اس کتاب میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق قلم اُٹھانے کی سعادت حاصل کی ہے گو کہ حق ادا نہ ہوسکا اور نہ ہوسکتا ہے مگر پھر بھی اللہ عزّ وجل اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور دعا گو ہوں کہ میری اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنے محبوب حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ جلیلہ سے قبول فرمائیں اور میری لاعلمی کے سبب اگر کوئی غلطی اس میں ہو گئی ہو تو اپنے کرم سے معاف فرمائیں۔ آمین